تالیف

مولانا سعید الرحمن الاعظمی ندوی

استاذ ادب، دار العلوم ندوۃ العلماء، لکھنؤ

شعبۂ طبع و اشاعت:

مجلس صحافت و نشریات

پوسٹ بکس ۹۳ ندوۃ العلماء، لکھنؤ الهند

۱۴۳۷ھ ۲۰۱۶ء

نام کتاب ـــــــــــــــ علم التصریف

مؤلف ـــــــــــــــ مولانا سعید الرحمن الاعظمی ندوی

قیمت Rs. 80.00

آزاد پرنٹنگ پریس نظیر آباد، لکھنؤ: 9415100085

مُقدّمہ

از

حضرت مولانا سیّد ابوالحسن علی ندوی مدظلہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَالصَّلَاۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ

سب جانتے ہیں کہ کلام الٰہی (قرآن) اور پیغمبر خدا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (جوکہ آخری نبی بھی ہیں) کی زبان عربی ہونے کی وجہ سے عربی زبان کا رشتہ اور رابطہ اسلام اور مسلمانوں سے دائمی اور عالمی طور پر مستحکم کردیا گیا، اور اس زبان کو بقائے دوام اور جہانگیری اور آفاقیت عطا کردی گئی، اور اس کو ایک طرح سے اسلام کی "سرکاری" زبان بنا دیا گیا، اب قیامت تک شریعت اسلامی سے گہری واقفیت اور اسلام کے اصل سرچشموں اور بنیادوں کتاب وسنّت میں درجۂ استناد پیدا کرنے اور ان پر عبور حاصل کرنے کا وہ واحد ذریعہ ہے اور اس کے تعلیم وتعلم نے فرض کفایہ کا درجہ حاصل کرلیا، اسی کا نتیجہ ہے کہ ظہور اسلام کے بعد دنیا کے اور ان تمام ممالک کے جو اسلام کی قلم رو میں شامل ہوئے باوجود اس کے کہ ان کی اپنی زبانیں تھیں، اور وہ ادب وشاعری علم وحکمت اور علوم وفنون کے خزانوں سے مالامال تھیں۔ نہ صرف عربی تعلیم وتعلم کی طرف توجہ کی بلکہ ہر دور میں سیکڑوں ہزاروں کی تعداد میں وہاں ایسے عربی داں پیدا ہوئے جنھوں نے اس میں تبحر پیدا کیا اور جو صرف عربی کے حرف شناس ہی نہ تھے بلکہ اس کے ادا شناس، مزاج داں، نبّاض، رمز آشنا اور اس کی باریکیوں، لطافتوں، نزاکتوں اور نوک پلک سے اتنے واقف تھے کہ ان سے زیادہ، خالص عربی النسل، ادیب اور اہل زبان بھی نہیں ہو سکتے، اس سلسلہ میں سیکڑوں ناموں

یں سے امام عبدالقاہر جرجانی، علامہ جاراللہ محمود زمخشری، ابوعلی فارسی، بدیع الزماں الہمدانی، علامہ مجدالدین فیروزآبادی اور سید مرتضیٰ بلگرامی مشہور بہ زبیدی کا نام لینا کافی ہے۔

جب تک عربی زبان جزیرۃ العرب کے حدود میں محدود اور اہل زبان کے ساتھ مخصوص تھی، وہ ایک نسل سے دوسری نسل تک بہ طور وراثت اور فطرت منتقل ہو رہی تھی، اولاد اپنے والدین اور اپنے ماحول سے زبان اخذ کرتی تھی، بچہ فطری طور پر اور اپنے ماحول کے اثر سے زبان سیکھتا تھا اور صحیح طور پر استعمال کرتا تھا اس لیے کہ زبان کا بڑا حصہ سماعی ہے۔ اور یہ موقع ان کو فطری طور پر حاصل تھا، اس وقت تک عربی زبان شریعت کی زبان اور علمی زبان نہیں بنی تھی، اس لیے نہ قواعد وضوابط کی تدوین کی ضرورت پیش آئی نہ صرف ونحو کی کتابوں کی تالیف کی۔ مگر جب اسلام کی دعوت دنیا میں پھیلی اور دنیا کی کثیر آبادی حلقہ بگوش اسلام بنی۔ اور قرآن مجید کا سمجھنا، حدیث و فقہ سے واقف ہونا، اور نئے نئے مسائل کا استنباط کرنا اور بدلتے ہوئے حالات میں اسلام کی ترجمانی اور مسلمانوں کی رہنمائی کا فرض انجام دینا علمائے کے لیے ضروری ہوا، جس کے لیے نہ ترجمہ کافی تھا نہ عربی زبان میں شُد بُد اور سرسری واقفیت بلکہ اس سے ایسی فنّی واقفیت ضروری تھی جس میں غلطی کا کم سے کم امکان اور کتاب و سنت کے فہم اور صحیح ترجمانی کی زیادہ سے زیادہ صلاحیت پیدا ہو، اس کے لیے اس کے قواعد و ضوابط پر عبور ضروری تھا۔

یہی موقع تھا جب صرف ونحو کی کتابوں کی تدوین وتصنیف کی ضرورت پیش آئی قدرتاً اس میدان میں عجمی نژاد علماؤ مصنفین پیش پیش تھے، چنانچہ صرف ونحو کی کتابوں کی تصنیف میں انھیں کا نام نمایاں، درخشاں وتاباں ہے، متقدمین میں سیبویہ، متوسطین میں زمخشری اور ابوعلی فارسی اور متاخرین میں سید شریف جرجانی اور مولانا عبدالرحمٰن جامی قابل ذکر ہیں۔

ہندوستان میں بھی عربی زبان کے قواعد اور صرف نحو پر کتابوں کی تصنیف کا سلسلہ

جاری رہا، اور ہندوستان کی بعض تصنیف شدہ کتابوں نے قبولیت عام اور بیرون ہند میں بھی شہرت حاصل کی اور عرب ممالک کے جیّد علمائے ان کے ساتھ اعتنا کیا اور ان کی شرحیں لکھیں، ان کتابوں میں ملک العلما شیخ شہاب الدین دولت آبادی (دہلوی ثم جون پوری) کی کتاب "الارشاد" نحو میں بڑی مقبول اور نامور کتاب ہے جس کی شرح مشہور ایرانی فاضل خطیب گاذرونی جیسے سرآمد روزگار فضلائے کی، شرح جامی کے ورود ہندوستان سے پہلے انھیں کا شرح کافیہ نصاب کا جزو اور اپنے زمانہ کی شرح جامی تھی، جس کے بڑے بڑے ایرانی اور ہندوستانی فضلائے نے حاشیے لکھے اور وہ شرح ہندی کے نام سے عرصہ تک متداول و مقبول رہی، پھر جب ہندوستان کے علمائے تعلیم کا یہ فطری اصول قبول و تسلیم کیا کہ فن کا پہلا تعارف طالب علم کی مادری اور آشنا زبان میں ہونا چاہیے تو فارسی میں صرف و نحو کی کتابوں کی تالیف کا سلسلہ شروع ہوا۔ چنانچہ درس نظامی کی متعدد صرف و نحو کی درسی کتابوں کے مصنّف ہندوستانی ہیں، ان میں سے میزان منشعب، پنج گنج، فصول اکبری، علم الصیغہ کے مصنّفین اسی سرزمین کی پیداوار اور اسی ملک کے علمائے نامدار تھے۔

پھر جب فارسی کا ورق بھی زمانے کے انقلاب نے اُلٹ دیا اور فارسی بھی عربی کے حکم میں داخل ہوگئی تو ہندوستان کے فضلائے نے اُردو میں صرف و نحو کی کتابوں کی تالیف کا آغاز کیا۔ مولوی ڈپٹی نذیر احمد صاحب دہلوی نے "مَا یُغۡنِیۡكَ فِی الصَّرۡفِ" لکھی اور متعدد علمار نے اُردو میں کتابیں تصنیف کیں، ان کتابوں میں سب سے زیادہ قبولیت و شہرت مولوی عبدالرحمٰن امرتسری مرحوم کی "کتاب الصرف"، "و کتاب النحو" کو حاصل ہوئی، خاص طور پر "کتاب الصرف" بہت مقبول ہوئی اور بہت سے مدارس کے کورس میں ابھی تک داخل ہے ان دو مشہور کتابوں کے علاوہ مولانا حمید الدین فراہی کی اسباق النحو و اسباق الصرف اور مولوی عبدالستار صاحب کی عربی کا معلم بھی پسندیدگی کی نظر سے دیکھی گئی، اور خاص طور پر انگریزی داں طلبائے نے جن کو عربی پڑھنے کا شوق تھا اس سے فائدہ اٹھایا۔ بعض جگہ درس

نظامی کے فارسی رسائل کا ترجمہ بھی کیا گیا۔ اور ان کو نصاب میں داخل کیا گیا۔

اس عرصہ میں مصر کے ایک ازہری فاضل شیخ احمد الحملاوی کی کتاب "شذی العرف فی فن الصرف" ہندوستان پہنچی، اور اہل نظر نے اس کو بہت پسند کیا کہ اس میں صرف اور ضمناً نحو کے مسائل کا ایک بہت بڑا ذخیرہ آگیا ہے اور بہت سے ایسے ادبی و لغوی فوائد و نکات بھی مصنّف نے سمیٹ لیے ہیں جن سے عربی ادب کے طلباء کو استغنا نہیں ہو سکتا، اس میں شافیہ، رضی اور المزہر تک کے بہت سے بیش قیمت لطائف و نکات آگئے ہیں۔ دارالعلوم ندوۃ العلماء کے ذمہ داروں نے اس کو دارالعلوم کے نصاب میں داخل کیا اور کئی سال سے وہ ہمارے یہاں زیر درس ہے اور باوجود اس کے کہ بعض حیثیتوں سے اس کی سطح بلند ہے اس کا کوئی بدل نظر نہیں آتا، عرصہ سے اس کی ضرورت محسوس ہوتی تھی کہ اس سے پہلے ایک کتاب داخل درس کی جائے جس میں اس کے بنیادی اور اہم مسائل اردو میں اس طرح آجائیں کہ یہ کتاب جو عربی میں ہے طلبا کے لیے مانوس اور آسان ہو جائے اور طلبا اس کے پڑھنے اور سمجھنے کے لیے تیار ہو جائیں، فن تعلیم کا یہ اصول اور تجربہ ہے کہ اگر ابتدائی طور پر کوئی مضمون اپنی مادری زبان میں ذہن نشین ہو جائے تو اس کو کسی دوسری اجنبی زبان میں مع اضافہ اور تفصیل کے پڑھا اور سمجھا جا سکتا ہے اور اس طرح مضمون اور زبان کا دوہرا اشکال باقی نہیں رہتا، اس بنا پر ہماری شدید خواہش تھی کہ اس کتاب کو سامنے رکھ کر صرف میں کوئی ایسی کتاب اردو میں تالیف کی جائے جو "کتاب الصرف" (جو اب بھی مفید و مناسب معلوم ہوتی ہے) اور "شذی العرف" کی درمیانی کڑی کا کام دے سکے۔

بڑی خوشی کی بات ہے کہ ہمارے رفیق عزیز، دارالعلوم ندوۃ العلماء کے لائق استاذ مولوی سعید الرحمٰن الاعظمی ندوی نے اپنی گوناگوں مصروفیتوں اور ذمہ داریوں کے باوجود اس کام کے لیے وقت نکال لیا۔ اور "علم التصریف" کے نام سے زیر نظر کتاب کی تالیف کی جس کے تعارف کی مسرّت راقم السطور کو حاصل ہو رہی ہے، عزیز موصوف عربی کے

ادیب، انشا پرداز اور صحافی ہیں، انھوں نے قدیم طرز پر بھی تعلیم پائی ہے اور درس نظامی کے مطابق صرف و نحو کی قدیم نصابی کتابیں محنت اور مستعدی سے پڑھی ہیں، پھر جدید کتابوں اور طرز تعلیم سے پورا فائدہ اٹھایا ہے اور اب سالہا سال سے دارالعلوم ندوۃ العلماء میں نحو و ادب کی اعلیٰ کتابیں پڑھا رہے ہیں۔ انھوں نے دارالعلوم ندوۃ العلماء سے فراغت حاصل کر کے بغداد جا کر ہمارے استاذ علّامہ ڈاکٹر تقی الدین الہلالی المراکشی سے جو عربی زبان کے محقق اور اس دورِ آخر میں صرف و نحو کے امام کہے جا سکتے ہیں استفادہ کیا۔ وہ اس موضوع پر قلم اٹھانے کے ہر طرح سے اہل اور اس کے لیے موزوں تھے، انھوں نے بڑی خوبی سے یہ خدمت انجام دی ——— مقام مسرت و شکر ہے کہ یہ کتاب دارالعلوم ندوۃ العلماء کے ان مفید علمی خدمات میں اضافہ کرتی ہے جو اس نے ترتیب نصاب اور عربی کی تعلیم کو سہل اور مطابق زمانہ بنانے کے سلسلہ میں انجام دیں اور ایک بڑے علمی خلا کو پُر کرتی ہے، بلا تکلف اس کا اظہار کیا جاتا ہے کہ یہ کتاب صرف صَرف و نحو کے طلباء ہی کے لیے نہیں بل کہ عربی زبان و ادب کے طلباء کے لیے بھی ایک مفید اور عمدہ بیاض کا کام دے گی، اور اس سے ان کو بہت سے ایسے مفید اور علمی نکتے معلوم ہو جائیں گے جو صرف و نحو کی بہت سی کتابوں میں نہیں ملتے۔ اور جن کے نہ جاننے اور یاد نہ رکھنے سے غلطیوں اور فرو گزاشتوں کا امکان ہے، اللہ تعالیٰ ان کی سعی مشکور فرمائے اور اس کو قبول عام عطا فرمائے (آمین)

ابوالحسن علی ندوی

۵ محرم الحرام ۱۳۹۲ھ

۲۱ فروری ۱۹۷۲ء

ندوۃ العلماء لکھنؤ

یوم دوشنبہ

عرضِ حال

اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر و احسان ہے کہ اس نے ہمیں اسلام کی نعمت سے سرفراز فرمایا اور عربی زبان کے ساتھ جو کتاب و سنت کی زبان ہے اشتغال کی توفیق عطا فرمائی اور ایسے اساتذہ اور محسنین کو ہمارے لیے مقدر فرمایا جنھوں نے ہمیں عربی زبان و ادب کی تعلیم کے ساتھ دینی اور اخلاقی تربیت سے بھی نوازا، فالحمد لله على ذلك حمدا كثيرا.

گزشتہ سال جب دار العلوم نے نصاب تعلیم میں ترمیم کا فیصلہ کیا اور نصاب کمیٹی نے بہت غور و فکر کے بعد بعض نصابی خلا کو پر کرنے کے لیے نئی کتابیں تیار کرانے کا ارادہ کیا تو فن صرف کی ایک ایسی کتاب لکھنے کی ذمہ داری میرے سر ڈالی جو دار العلوم کے درجہ سوم عربی میں پڑھائی جاسکے اور جس سے وہ خلا پر ہو جائے، جو ایک عرصہ سے صرف کے نصاب میں محسوس کیا جا رہا تھا، میں نے اپنے بزرگوں کے حکم کی تعمیل میں متوکلاً علیٰ اللہ اس کام کو انجام دینے کا عزم کرلیا، لیکن مجھے اپنی بعض ایسی ذمہ داریوں کی وجہ سے جو دار العلوم کے تدریسی مشاغل کے علاوہ تھیں، فوراً یہ موقع نہ مل سکا کہ میں اس کام کو شروع کر دیتا، تاہم مجھے اس کام کی فکر سے استغنا کسی حال میں نہ ہوسکا، اور موقع ملتے ہی میں نے اس کو شروع کر دیا، اور اللہ تعالیٰ نے مدد فرمائی اور بزرگوں کی دعاء سے یہ کام بحمد اللہ انجام پا گیا۔

اس کتاب کی تالیف کے سلسلہ میں صرف کے کتب خانہ کو قریب سے دیکھنے کا موقع ملا تو معلوم ہوا کہ اس موضوع پر کام بہت ہوا ہے لیکن منظم طریقے سے اور نئے اسلوب میں اس اہم موضوع کو پیش کرنے کی ضرورت باقی ہے، اس کی بنا پر ایک مختصر کتاب لکھنے کا حکم حضرت مولانا سید ابو الحسن علی ندوی رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے دیا اور

موضوع کی تسہیل کی کوشش کی طرف توجہ مبذول کرائی، عصر حاضر کی تصنیفات میں اس موضوع پر مصر کے ایک بڑے عالم شیخ احمد الحملاوی کی کتاب ''شذی العرف فی فن الصرف'' کے نام سے مشہور ہے، اور عرب ممالک کے اکثر کالجوں اور بڑے مدارس میں داخل نصاب ہے، خود ہمارے دارالعلوم کے درجہ ثانویہ خامسہ عربی میں بھی داخل نصاب ہے، یہ کتاب اپنے موضوع پر ہر اعتبار سے مفید اور جامع ہے اور عصر حاضر کے ذہن کے مطابق ہے۔

چونکہ پیش نظر کتاب ''علم التصریف'' ''شذی العرف'' کے مضامین کو سہل و آسان بنانے اور اس کے مسائل کو سمجھنے کے لیے ''پیش لفظ'' کے طور پر لکھی گئی ہے، اس لیے اس کی تالیف میں ''شذی العرف'' کی ترتیب کا لحاظ رکھنا ضروری تھا، میں نے کوشش کی ہے کہ فن کو زیادہ سے زیادہ سہل بنا کر اپنے عزیز طلباء کے سامنے پیش کروں، اس لیے مسائل کو بیان کرنے میں اختصار و تسہیل کا نازک کام مجھے انجام دینا پڑا ہے، میں نہیں سمجھ سکتا کہ میں اپنے مقصد میں کہاں تک کامیاب ہوا، لیکن مجھے یقین ہے کہ میری یہ کوشش رائیگاں نہیں جائے گی، انشاءاللہ۔

میں اپنے مخدوم و معظم استاذ اور مربی و محسن حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی رحمۃ اللہ علیہ (۱) کے علمی و دینی احسانات سے کبھی سبکدوش نہیں ہوسکتا جن کی شفقت و توجہ اور سرپرستی نے مجھے اس لائق بنایا کہ میں اپنی یہ کوشش آپ کے سامنے پیش کرسکوں، میں اپنے تمام اساتذہ اور محسنین کا دل سے شکرگذار ہوں اور ان کے الطاف و عنایات کا صمیم قلب سے ممنون۔ التجاء ہے کہ اللہ تعالیٰ یہ حقیر کوشش قبول فرمالیں، اور اس کو باعثِ خیر و برکت بنائیں۔ آمین۔

سعید الرحمٰن الاعظمی ندوی — ۱۰ر محرم الحرام ۱۳۹۲ھ

دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ — ۲۶ر فروری ۱۹۷۲ء یوم شنبہ

(۱) وفات ۲۲ر رمضان المبارک ۱۴۲۰ھ یوم جمعہ مطابق ۳۱ر دسمبر ۱۹۹۹ء

مقدمہ طبع ثانی

الحمد للہ وکفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ

اللہ تعالیٰ کے لطف وکرم سے یہ کتاب توقع سے زیادہ اہل علم کی نظروں اور طلبائے علوم دینیہ کی جماعت میں مقبول ہوئی، اور بہت جلد پہلا ایڈیشن ختم ہوگیا، دوسرے ایڈیشن کی تحریر وطباعت میں بہت زیادہ تاخیر ہوگئی، اس تاخیر کا قصور زیادہ تر راقم سطور پر عائد ہوتا ہے، کہ مختلف کاموں میں مشغولیت کے باعث فوری طور پر نظر ثانی کرنے اور ترمیم واضافہ کے لئے وقت نہیں نکال سکا، اب بحمد اللہ یہ ایڈیشن نظر ثانی کے بعد ترمیم واضافہ کے ساتھ شائع ہو رہا ہے، امید ہے کہ اللہ تعالےٰ اس کو بھی شرف قبولیت عطا فرمائیں گے۔

اس کتاب کے سلسلہ میں اپنے طلبائے عزیز سے گزارش ہے کہ وہ کتاب کے مسائل کو اچھی طرح ذہن نشین کرنے اور ان پر اپنی گرفت مضبوط کرنے کے لئے استاذ کے پاس پڑھنے سے پہلے خود اس کا مطالعہ ضرور کرلیا کریں اس لئے کہ بغیر مطالعہ کے وہ اپنے استاذ کی تقریر بہت سی جگہوں میں سمجھنے سے قاصر رہیں گے، اور پورا سبق پڑھ جانے کے بعد بھی نہ تو مسائل ان کو اچھی طرح سمجھ میں آئیں گے اور نہ ان کی عملی تطبیق کی صورت پیدا ہو سکے گی یہی وجہ ہے کہ جن طلبہ نے مطالعہ کے بغیر کتاب پڑھ لی

وہ اس سے پوری طرح فائدہ نہیں اٹھا سکے، اور نہ اس کی افادیت کو سمجھ سکے۔

اساتذۂ کرام کی خدمت میں گزارش ہے کہ وہ کتاب کی زبان واسلوب کا خیال کئے بغیر نفس مسئلہ کو ذہن نشین کرانے کی کوشش فرمائیں، چوں کہ موضوع خالص علمی اور خشک ہے اس لئے اس کا اسلوب بیان اور طرز نگارش خالص ادبی اور فنی نہیں ہو سکتا، اس کے باوجود اگر کتاب کے اندر علمی لحاظ سے کوئی نقص یا کمی محسوس فرمائیں تو راقم سطور کو اس سے مطلع فرمائیں تاکہ آئندہ ایڈیشن میں وہ کمی دور کر دی جائے۔

پہلے ایڈیشن میں طباعت کی بہت زیادہ غلطیاں تھیں اور ان غلطیوں کی وجہ سے بڑی کوفت ہوئی، جن حضرات کے پاس پہلا ایڈیشن ہو وہ براہ کرم دوسرے ایڈیشن سے مقابلہ کر کے تصحیح فرمالیں۔

امید ہے کہ اللہ تعالیٰ محض اپنے احسان وکرم سے اس کتاب کو میرے لئے دنیا و آخرت میں سعادت ونیک نامی کا ذریعہ بنائیں گے، اور اس حقیر کوشش کو قبول فرمائیں گے، والحمدللہ اولاً وآخراً۔

عاجز
سعیدالرحمٰن الاعظمی ندوی

۱۹؍ ذیقعدہ ۱۳۹۸ھ
۲۲؍ اکتوبر ۱۹۷۸ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سُبْحَانَكَ لَا عِلْمَ لَنَا اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا اِنَّكَ اَنْتَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ
اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ

مُقدّمۂ کتاب

عِلم صرف کا بیان

صرف کی تعریف :- صرف اور تصریف دونوں ہم معنی لفظ ہیں اس کے لغوی معنی بدلنے اور پھیرنے کے ہیں، اہلِ عرب کہتے ہیں صَرَفَ اللّٰهُ عَنْكَ الْاَذٰى اور قرآن کریم میں ہے "صَرَفَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ"، "اُنْظُرْ كَيْفَ نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ" اور "وَتَصْرِيْفِ الرِّيٰحِ وَالسَّحَابِ الْمُسَخَّرِ بَيْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ"

لیکن علمائے صرف کی اصطلاح میں صرف یا تصریف اُن قواعد کے جاننے کا نام ہے جن کے ذریعہ عربی الفاظ کے صحیح اَوزان اور ان کے صیغے بنانے کا طریقہ معلوم ہو اور ان اَوزان کے صرفی حالات کا علم ہو مثلاً کسی لفظ کا صحیح یا معتل ہونا اور اس کا مجرّد یا مزید ہونا معلوم ہو سکے، اَوزان سے مراد کلمہ کی وہ مطلوبہ ہیئت ہے جس میں حروف کی تعداد ان کی ترتیب اور ان کی حرکات متعین کی جائیں۔

علمِ صَرف کا موضوع :- وہ مفرد الفاظ ہیں جن کے اندر مختلف تبدیلیاں عمل میں لائی جائیں جیسے ضَرْبٌ مصدر سے ضَرَبَ فعل ماضی اور اس کے تمام صیغے یَضْرِبُ فعل مضارع اور اس کے تمام صیغے، اِضْرِبْ فعل امر اور اس کے تمام صیغے ضَارِبٌ اسم فاعل اور اس کے تمام صیغے مَضْرُوْبٌ اسم مفعول اور اس کے تمام صیغے مِضْرَابٌ اسم آلہ اور اس کے تمام صیغے وغیرہ بنائے جائیں جن کے مختلف معنی مراد ہوتے ہیں، یا ان مفرد الفاظ کے صرفی حالات سے بحث کی جائے، مثلاً ان الفاظ کا صحیح یا معتل ہونا یا ان کے حروف کا اصلی اور زائد ہونا معلوم ہو سکے۔

علمِ صَرف کا تعلق صرف انھیں الفاظ سے ہے جو اسم معرب کی قسم سے ہوں، یا فعل متصرف[1] سے تعلق رکھتے ہوں اسی لئے حروف اور اسم مبنی اور فعل جامد کا علمِ صرف سے کوئی تعلق نہیں، یہاں یہ اعتراض وارد ہوسکتا ہے کہ ذَا اور تَا اسمائے اشارہ میں سے اور "اَلَّذِیْ" اور "اَلَّتِیْ" اسمائے موصولہ میں سے مبنی ہیں لیکن اس کے باوجود ان کا تثنیہ اور جمع اور تصغیر وغیرہ لانا اس بات کی دلیل ہے کہ ان کا تعلق صَرف کے قواعد سے ہے۔

اس کا جواب دو طریقے سے دیا جاسکتا ہے :-

ایک تو یہ کہ یہ الفاظ حقیقۃً تثنیہ، جمع اور مصادر نہیں اس لئے کہ ذَا اور تَا کا اگر حقیقی تثنیہ لایا جائے تو ذَوَان یا ذَوَیْن اور تَوَانِ یا تَوَیْن ہوگا اور الّذی اور الّتی کا حقیقی تثنیہ "اَلَّذِیَان" "اَلَّذِیَیْن" اور "اَلَّتِیَان" یا "اَلَّتِیَیْن" ہوگا، اسی طرح

---

[1] فعل متصرف اس کو کہتے ہیں جس سے تمام تصریفات آتی ہوں، تفصیلات فعل کے بیان میں دیکھیں۔

اگران الفاظ کی حقیقی تصغیر لائی جائے تو "اَللَّذُیَا" یا "اَللَّتُیَا" اور "ذُیَّا" یا "تُیَّا" ہوگی یعنی ان سب الفاظ کے پہلے حروف مضموم ہوں گے جیساکہ تصغیر کا عام اور معروف قاعدہ ہے مگر ان کا تثنیہ کے قاعدہ کے مطابق تثنیہ نہ آنا اور تصغیر کے قاعدہ کے مطابق تصغیر نہ آنا اس بات کی علامت ہے کہ یہ حقیقۃً تثنیہ اور تصغیر نہیں ہیں بلکہ صورۃً ہیں۔

دوسرا جواب یہ ہے کہ ان الفاظ کا تثنیہ اور تصغیر لانا خلافِ قیاس ہے۔

عِلمِ صَرف کا فائدہ :- الفاظ مفردہ میں غلطی سے انسان کو محفوظ رکھنا اور ان کے صیغوں کا صحیح تلفّظ کرنا علم صَرف کا سب سے بڑا فائدہ ہے یہی تنہا وہ علم ہے جس سے الفاظ میں واقع ہونے والی ہر قسم کی تبدیلی کا علم ہوتا ہے اور اس کے قواعد کے اجراء و تطبیق سے الفاظ ہر قسم کے عیب سے پاک اور خلاف قیاس اُمور سے محفوظ ہو جاتے ہیں۔

علم صَرف کی ابتداء :- علم صَرف کے بانی معاذ بن مسلم الھرّا بتائے جاتے ہیں بعض لوگوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بتایا ہے لیکن صحیح یہ ہے کہ صَرف کے قواعد ایک مستقل فن کی حیثیت سے حضرت علیؓ کے زمانہ میں مدوّن نہیں ہوئے تھے، اس کی تدوین و تبویب کا کام معاذ بن مسلم الھرّا کے ہاتھوں انجام پایا، جو اموی خلیفہ عبدالملک بن مروان کے زمانہ میں علمائے کوفہ کے سردار تھے اور علوم عربیہ کے امام تصوّر کئے جاتے تھے۔

اس علم کا ماخذ قرآن کریم، احادیث نبویہ اور قدیم اہل عرب کا کلام ہے۔

کلمہ کی قسمیں :- کلمہ کی تین قسموں اسم، فعل، حرف میں سے صرف اسم و فعل ہی کا تعلق اس علم سے ہے اسی لئے انھیں دونوں سے علمائے صرف بحث کرتے ہیں،

اور ان کی تقسیم وتفصیل صرف کا موضوع سمجھا جاتا ہے۔
اسم اور فعل دونوں مستقل بالذات کلمے ہیں یعنی اپنے معنی بتانے میں کسی دوسرے کلمہ کے محتاج نہیں ہوتے لیکن دونوں میں فرق یہ ہے کہ اسم زمانہ سے خالی ہوتا ہے اور فعل میں زمانہ پایا جاتا ہے لیکن جو کلمہ نہ مستقل بالذات ہوا ور نہ اس میں زمانہ پایا جائے وہ حرف ہے۔
اسم وفعل میں فرق کرنے کے لئے کچھ علامتیں مقرر ہیں، چنانچہ اسم کی علامت یہ ہے کہ اس پر الف لام اور حرف جر داخل ہوسکے، اس کے آخر میں تنوین آسکے، مضاف اور مضاف الیہ اور مسند الیہ اور منادیٰ بن سکے جیسے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ، مَرَرْتُ بِزَیْدٍ، غُلَامُ رَجُلٍ اور جیسے قَامَ زَیْدٌ اور زَیْدٌ اَخُوْکَ اور اَنَا قُمْتُ اور یَا نُوْحُ اھْبِطْ۔
فعل کی علامت یہ ہے کہ اس کے شروع میں قَدْ، سِیْن، سَوْفَ اور حروف نصب وجزم آسکیں اور اس کے آخر میں تائے فاعل تائے تانیث ساکنہ، نون تاکید اور یائے مؤنث مخاطب لگ سکے، جیسے قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَکّٰی، سَیَذَّکَّرُ مَنْ یَّخْشٰی، وَلَسَوْفَ یُعْطِیْکَ رَبُّکَ فَتَرْضٰی، لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ، لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰی تُنْفِقُوْا تُحِبُّوْنَ، رَبَّنَا وَسِعْتَ کُلَّ شَیْءٍ رَّحْمَۃً وَّعِلْمًا، وَقَالَتِ امْرَأَۃُ عِمْرَانَ، لَیُسْجَنَنَّ وَلَیَکُوْنًا مِّنَ الصّٰغِرِیْنَ، یٰۤاَیَّتُھَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّۃُ ارْجِعِیْ اِلٰی رَبِّکِ رَاضِیَۃً مَّرْضِیَّۃً۔

میزان صرفی

اہل صرف کے نزدیک کلمہ کے اصلی اور زائد حروف کو پہچاننے کے لئے ایک معیار مقرر ہے جس کو وہ میزان صرفی کہتے ہیں، چوں کہ عربی زبان کے اکثر الفاظ تین حرفی

ہیں اس لئے انھوں نے الفاظ کی اصل تین حرف قرار دی ہے اور ف، ع، ل کو میزان بنایا ہے اور جس لفظ کو وزن کرنا ہوتا ہے اسی کے لحاظ سے میزان پر حرکت و سکون لاتے ہیں مثلاً قَلَمٌ کی میزان فَعَلٌ ہوگی سَیْفٌ کی میزان فَعْلٌ اور نَصَرَ کی میزان فَعَلَ ہوگی، اسی طرح جِرْوٌ کی میزان فِعْلٌ اور قُفْلٌ کی میزان فُعْلٌ ہوگی جس لفظ کو وزن کرتے ہیں، اسے موزون اور جس پر وزن کرتے ہیں اُسے میزان کہتے ہیں۔ میزان کا پہلا حرف "ف" دوسرا حرف "ع" اور تیسرا حرف "ل" ہے اس لئے موزون کے پہلے حرف کو فائے کلمہ اور دوسرے حرف کو عین کلمہ اور تیسرے حرف کو لام کلمہ کہتے ہیں، میزان ہمیشہ موزوں کے ماتحت ہوگی یعنی اگر کلمہ کے اصلی حروف تین سے زائد ہوں یعنی کلمہ رباعی ہو یا خماسی ہو تو میزان کے اخیر میں مزید ایک یا دو لام بڑھا دیں گے مثلاً دَحْرَجَ کی میزان فَعْلَلَ اور جَعْفَرٌ کی میزان فَعْلَلٌ ہوگی اور جَحْمَرِشٌ کی میزان فَعْلَلِلٌ اور سَفَرْجَلٌ کی میزان فَعَلَّلٌ ہوگی۔ اور اگر کلمہ تین حرف سے زائد کا اس لئے ہو کہ اس کے کسی حرف اصلی کو مشدّد کر دیا گیا ہے تو اسی حرف مشدّد کے بالمقابل میزان میں بھی تشدید لائی جائے گی، مثلاً حَرَّقَ (جس کے عین کلمہ کو مشدّد پڑھا گیا ہے) کی میزان فَعَّلَ ہوگی عین کی تشدید کے ساتھ، یا کلمہ کے کسی حرف کو مضاعف کر دیا گیا اور بغیر تشدید کے اس کو دو بار پڑھا جاتا ہو جیسے جَلْبَبَ تو اس کی میزان میں بھی اس کے مقابلے والے حرف کو مضاعف کرکے پڑھیں گے اور جَلْبَبَ کی میزان فَعْلَلَ بنائیں گے۔

البتہ اگر کلمہ تین حرف سے زائد کا ہو اور اس میں حروف الزیادۃ س، ء، ل، ت، م، و، ن، ی، ہ، ا۔ جس کا مجموعہ سألتمونیہا ہوتا ہے، میں سے کوئی حرف

زائد لگا ہو تو میزان میں بھی اس کے بالمقابل اسی حرف زائد کو بڑھا دیں گے جیسے ضَارِبٌ کی میزان جس میں حرف زائد (الف) فَ کلمہ کے بعد ہے فَاعِلٌ ہوگی، یعنی میزان میں بھی وہی حرف زائد اسی جگہ بڑھا دیں گے جہاں موزوں میں وہ حرف بڑھایا گیا ہے، اسی طرح تَضَارَبَ کی میزان تَفَاعَلَ اور اِسْتَنْصَرَ کی میزان اِسْتَفْعَلَ، قَاتَلَ کی میزان فَاعَلَ اور تَقَدَّمَ کی میزان تَفَعَّلَ اور مُجَاهِدٌ کی میزان مُفَاعِلٌ اور مُخْتَلِفٌ کی میزان مُفْتَعِلٌ ہوگی۔

اگر تائے افتعال قاعدہ[1] کے مطابق کسی دوسرے حرف سے بدل جائے تو میزان میں تا ہی استعمال کریں گے جیسے اِضْطَرَبَ جس میں تائے افتعال طا سے بدلی ہوئی ہے کی میزان اِفْتَعَلَ ہوگی، اسی طرح اِذَّكَرَ جس میں تائے افتعال د سے بدلی ہوئی ہے کی میزان بھی اِفْتَعَلَ ہوگی (وعلیٰ ہذا القیاس) لیکن بعض علمائے صرف نے اس کی اجازت دی ہے کہ بدلے ہوئے حرف ہی کو میزان میں بھی استعمال کریں یعنی اِضْطَرَبَ کی میزان اِفْطَعَلَ لانے میں کوئی حرج نہیں۔

بالکل اسی طرح موزوں میں اگر کوئی حرف حذف کر دیا جائے تو میزان میں بھی اس کے بالمقابل حرف کو حذف کر دیں گے جیسے قُلْ کی میزان جس میں عین کلمہ محذوف ہے فُلْ ہوگی اور قَاضٍ دَاعٍ، غَازٍ، رَامٍ کی میزان فَاعٍ اور عِدَةٌ زِنَةٌ هِبَةٌ کی میزان عِلَةٌ ہوگی۔

قلب کی بحث

لغت میں قلب کے معنی پلٹنے کے ہیں لیکن اصطلاح میں قلب، حروف کی

---

[1] تعلیلات کے بیان میں دیکھیں۔

ترتیب میں تقدیم وتاخیر کرنے کو کہتے ہیں، اہل صرف اس کا نام قلب مکانی رکھتے ہیں۔
اگر موزوں میں قلب مکانی واقع ہو، اس طرح کہ اس کے حروف کی ترتیب میں تقدیم وتاخیر کر دی جائے تو میزان میں قلب کریں گے جیسے جاہ جس میں عین کلمہ کو فا کلمہ اور فا کلمہ کو عین کلمہ کی جگہ استعمال کیا گیا ہے، اس لئے کہ جاہ مقلوب ہے وجہ کا۔ اس میں قلب کیا گیا تو جوہ ہوا، پھر واؤ کو الف سے بدل دیا گیا تو جاہ ہوا، اس لئے جاہ کی میزان عَفَلَ ہوگی جس طرح وجہ کی میزان فَعَلَ ہوتی ہے۔
کلام میں قلب واقع ہو تو اس کو معلوم کرنے کے لئے علمائے صَرف نے متعدد طریقے دریافت کئے ہیں لیکن سب سے معروف طریقہ اشتقاق ہے یعنی لفظ کے اصل مادّہ کو دیکھا جائے جس سے وہ مشتق ہوا ہے، اگر اصل میں حروف کی ترتیب سے اس کے لفظ کی ترتیب مختلف ہو تو ماننا پڑے گا کہ اس میں قلب مکانی واقع ہوا ہے جیسے ناء کی اصل نَأَیَ ہے جس میں ہمزہ عین کلمہ میں اور یَ لام کلمہ میں ہے اور نَاء کے اندر یا جو الف سے بدلی ہوئی ہے عین کلمہ میں اور ہمزہ جو عین کلمہ ہے لام کلمہ میں ہے اس بات کی دلیل ہے کہ نَاءَ مقلوب ہے نَأَیَ کا لہٰذا نَاءَ کی میزان فَلَعَ اور نَأَیَ کی میزان فَعَلَ ہوگی، اسی طرح أَیِسَ میں جس کی اصل یأس ہے، یہ ماننا پڑے گا کہ اس میں قلب واقع ہوا ہے یعنی ہمزہ کو جو عین کلمہ ہے فا کلمہ اور یا کو جو فا کلمہ ہے عین کلمہ بنا دیا گیا ہے اس لئے أَیِسَ کی میزان عَفِلَ اور یَئِسَ کی میزان فَعِلَ ہوگی۔
قلب معلوم کرنے کا دوسرا طریقہ یہ ہے کہ کسی لفظ میں اعلال کا قاعدہ پائے

جانے کے باوجود اس میں اعلال نہ کیا جائے، جیسے أَیِسَ کہ اس میں یا متحرک ماقبل اس کا مفتوح اس یاء کو الف سے بدلنے کا قاعدہ[1] پایا جاتا ہے اس کے باوجود اس میں اس قاعدہ کا استعمال نہ کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ یہ لفظ اپنی اصلی ہیئت پر نہیں ہے بلکہ اس میں قلب واقع ہوا ہے یعنی فا کلمہ کو عین اور عین کلمہ کو فا کلمہ بنا دیا گیا ہے۔

کلام عرب میں ایک مسئلہ ایسا بھی ہے کہ جہاں قلب مکانی لازم ہوتا ہے اور وہ ہے فعل اَجْوَف مہموز اللام کا اسم فاعل جیسے جَاءٍ اور شَاءٍ، قاعدہ یہ ہے کہ جس فعل کے عین کلمہ کو الف سے بدلتے ہیں جیسے قَالَ، بَاعَ وغیرہ، اس کے اسم فاعل میں عین کلمہ کو ہمزہ سے بدل دیتے ہیں جیسے قَائِلٌ، بَائِعٌ اس لئے اگر فعل اَجوف مہموز اللام کے اسم فاعل میں لام کلمہ کو عین کلمہ کی جگہ اور عین کلمہ کو لام کلمہ کی جگہ نہ رکھا جائے اور قلب نہ مانا جائے تو اخیر میں دو ہمزوں کا جمع ہونا لازم آئے گا جو خلاف قاعدہ ہے یعنی جَاءَ کا اسم فاعل جَاءِئٌ اور شاء کا اسم فاعل شَاءِئٌ آئے گا، لیکن قلب ماننے کی صورت میں لام کلمہ جو ہمزہ ہے، وہ عین کلمہ کی جگہ پر آجائے گا اور عین کلمہ جو اصلاً یا ہے لام کلمہ کی جگہ ہو جائے گا اور اسم فاعل کا تلفّظ جَاءِیٌ ہوگا، فَالِعٌ کے وزن پر پھر اس میں قَاضٍ والی تعلیل کر دی جائے گی، جس طرح قَاضٍ اصل میں قَاضِيٌ تھا اور تعلیل کے بعد قَاضٍ ہوا، اسی طرح جَاءٍ اصل میں جَاءِیٌ تھا اور تعلیل کے بعد جَاءٍ ہوا

---

[1] تعلیلات کے بیان میں یہ قاعدہ دیکھیں۔

لہٰذا قَاضٍ کی میزان فَاعٍ اور رجَاءٍ کی میزان فَالٍ ہوگی۔

ایسا بھی ہوتا ہے کہ قلب نہ ماننے کی صورت میں لفظ کو بلا کسی سبب کے غیر منصرف پڑھنا لازم آتا ہے جیسے اشیاء کہ اگر اس میں قلب نہ مانا جائے تو یہ لازم آئے گا کہ اس کے وزن (افعال) پر جتنے الفاظ آئیں وہ غیر منصرف پڑھے جائیں جیسے اسماءٌ، اٰداءٌ، اجزاءٌ حالاں کہ ان الفاظ کا غیر منصرف پڑھنا کہیں ثابت نہیں ہے اس لئے یہ ماننا پڑے گا کہ اَشْیَاءُ اصل میں شَیْئَاءُ تھا فَعْلَاءُ غیر منصرف کے وزن پر، اس میں قلب کیا گیا، اور لام کلمہ کے ہمزہ کو فا کلمہ کی جگہ پر لایا گیا تو اشیاء کی میزان لَفْعَاءُ ہوئی اور اس کا غیر منصرف پڑھنا اس کی اصل کے اعتبار سے قرار پایا، اس لئے کہ فَعْلَاءُ الف تانیث ممدودہ کے اوزان میں سے ہے اور غیر منصرف کا وزن ہے۔

باب اوّل فِعل کے بیان میں

ماضی[۱]، مضارع[۲]، امر[۳]

فعل ماضی ایسے فعل کا نام ہے جو معنی مصدری کے زمانۂ ماضی میں واقع ہونے پر دلالت کرے جیسے ضَرَبَ، اَکَلَ، قَعَدَ، فَتَحَ اس فعل کی علامت یہ ہے کہ اس پر تائے فاعل داخل ہو سکے جیسے ضَرَبْتُ اور تائے تانیث ساکنہ داخل ہو سکے جیسے قَرَأَتْ زَیْنَبُ۔

اور جو فعل معنی مصدری کے وقوع کی خبر زمانہ حال یا مستقبل میں دے اسے فعل مضارع کہتے ہیں جیسے یَضْرِبُ، یَقْرَأُ، یَسْمَعُ، یَقْعُدُ فعل مضارع ان دونوں

زمانوں کے لئے استعمال ہوسکتا ہے البتہ جب اس پر لام ابتدا یا لاَ نافیہ، اور مَا نافیہ داخل ہوجائیں تو زمانہ حال کے لئے مخصوص ہوجائے گا جیسے اللہ تعالیٰ کا قول " اِنِّیْ لَیَحْزُنُنِیْ اَنْ تَذْهَبُوْا بِهٖ " " لَا یُحِبُّ اللّٰهُ الْجَهْرَ بِالسُّوْٓءِ مِنَ الْقَوْلِ " " وَمَا تَدْرِیْ نَفْسٌ بِاَیِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ "۔

اسی طرح فعل مضارع پر سین یا سَوْفَ اور لَنْ یا اَنْ یا اِنْ میں سے کوئی حرف داخل ہو تو زمانہ مستقبل کے لئے مخصوص ہوجاتا ہے جیسے "سَیَقُوْلُ لَكَ الْمُخَلَّفُوْنَ"، "وَسَوْفَ یُنَبِّئُكُمُ اللّٰهُ"، "وَلَنْ تَفْعَلُوْا"، "وَاَنْ تَصُوْمُوْا خَیْرٌ لَّكُمْ"، "اِنْ یَّنْصُرْكُمُ اللّٰهُ فَلَا غَالِبَ لَكُمْ"۔

فعل مضارع کی سب سے بڑی علامت یہ ہے کہ اس پر لَمْ داخل ہوسکے، جیسے "لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ وَلَمْ یَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ"، مضارع کے شروع میں حروف مضارع نَاَیْتُ میں سے کوئی ایک حرف ضرور پایا جائے گا جیسے "نَحْنُ نَضْرِبُ"، "اَنَا اَقْرَأُ"، "مَحْمُوْدٌ یَذْهَبُ"، "اَلْهِنْدَاتُ یَقْرَأْنَ"، "اَنْتَ تَذْهَبُ"، "وَهِیَ تَذْهَبُ"۔

جس فعل سے معنی مصدری کے انجام دینے کا مطالبہ زمانہ مستقبل میں کیا جائے اسے امر کہتے ہیں جیسے "اِضْرِبْ"، "اِقْرَأْ"، اس کی علامت یہ ہے کہ طلب کے معنی کے ساتھ ساتھ اس پر نون تاکید اور یائے مخاطبہ داخل ہوسکے جیسے "اِضْرِبَنَّ" اور "اِذْهَبِیْ"۔

علمائے صرف و نحو کے نزدیک فعل کی ایک اور قسم ہے جس میں فعل کے معنی پائے جاتے ہیں لیکن اس کی علامتیں نہیں پائی جاتیں اس کو اسم فعل کہتے ہیں، اس کی تین قسمیں ہیں ماضی جیسے هَیْهَاتَ بہ معنی بَعُدَ، شَتَّانَ بہ معنی اِفْتَرَقَ اور

مضارع جیسے اُف بہ معنی اَتَضجر ، وَی بہ معنی اَتعجّبُ اوراسم فعل اَمر، ماضی اور مضارع کے مقابلے میں کلام عرب میں زیادہ استعمال ہوتا ہے جیسے اٰمِینَ بہ معنی استجب، صَہ بہ معنی اُسکُتْ مَہ بہ معنی اِنکَفِفْ وغیرہ۔

فائدہ :۔ اسمائے افعال واحد، تثنیہ، جمع اور مذکر و مؤنث ہر ایک کے لئے یکساں آتے ہیں، لیکن جن اسمائے افعال پر کاف خطاب لگا ہوا ہو جیسے عَلَیْكَ یا اِلَیْكَ تو اس میں صیغوں کا استعمال قاعدے کے مطابق ہوگا جیسے عَلَیْكَ، عَلَیْکُمَا، عَلَیْکُمْ، عَلَیْکُنَّ۔

صحیح اور معتل کا بیان

فعل یا تو صحیح ہوگا یا مُعتل، صحیح اس فعل کو کہتے ہیں جس کے حروف اصلیہ حرف علّت واو، الف اور یار سے بالکل خالی ہوں، جیسے ضَرَبَ، قَعَدَ، نَصَرَ اور جس فعل کے حروف اصلیہ میں سے ایک یا دو حرف حروف علّت میں سے ہو اس کو فعل معتل کہتے ہیں، جیسے وَعَدَ، قَامَ، بَاعَ، دَعَا، رَمیٰ اور جیسے طَویٰ، وَفیٰ، نَویٰ وغیرہ۔

فعل صحیح و مُعتل میں سے ہر ایک :۔

۱۔ یا تو مہموز ہوگا یعنی جس کے حروف اصلیہ میں سے کوئی حرف ہمزہ ہو، جیسے أَمِنَ وَسَأَلَ وَقَرَأَ صحیح کی مثال ہیں اور اَتیٰ ونَأیٰ وجَاءَ مُعتل کی مثال ہیں اگر فا کلمہ میں ہمزہ ہو تو مہموز الفا اور عین کلمہ میں ہو تو مہموز العین اور لام کلمہ میں ہو تو مہموز اللام کہیں گے۔

۲۔ یا مضعف ہوگا یعنی جس کا عین اور لام کلمہ ایک جنس سے ہو[1] جیسے مَدَّ، فَرَّ صحیح کی مثال ہیں اور وَدَّ معتل کی مثال ہیں۔

فعل سالم اس فعل کا نام ہے جس کے حروف اصلیہ، حرف علّت، ہمزہ اور تضعیف سے خالی ہوں جیسے ضَرَبَ، نَصَرَ، فَعَلَ اس سے یہ معلوم ہوا کہ ہر فعل سالم صحیح ہوسکتا ہے لیکن ہر فعل صحیح سالم نہیں ہوسکتا۔

فِعل مُعتل کی قسمیں

فعل معتل کی پانچ قسمیں ہیں :۔

۱۔ مثال :۔ اس فعل کو کہتے ہیں جس کا فا کلمہ حرف علّت ہو جیسے وَعَدَ، یَسَرَ۔

۲۔ اجوف :۔ جس فعل کا عین کلمہ حرف علّت ہو، جیسے قَامَ، بَاعَ۔

۳۔ ناقص :۔ جس فعل کا لام کلمہ حرف علّت ہو، جیسے دَعَا، رَمیٰ۔

۴۔ لفیف مفروق :۔ جس فعل کا فا اور لام کلمہ حرف علّت ہو جیسے وَفیٰ، وَقیٰ، یَدِیَ[2]۔

۵۔ لفیف مقرون :۔ جس فعل کا عین اور لام کلمہ حرف علّت ہو جیسے طَوَیٰ، نَوَیٰ۔

---

[1] یہ مضعف ثلاثی میں ہوگا لیکن مضعف رباعی اس کو کہتے ہیں جس کا فا کلمہ اور لام اول ایک جنس سے ہو اور عین کلمہ اور لام ثانی ایک جنس سے، جیسے زَلْزَلَ، وَسْوَسَ۔

[2] یَدَیَ، یَدِیُ، یَدْیًا۔ ہاتھ کاٹنا۔ یَدِیَ یَیْدَیٰ، یَدْیًا، احسان مند ہونا، ہاتھ کا سوکھ جانا۔

فِعل مجرّد اور مزید کا بیان

فعل مجرد :۔ جس فعل کے تمام حروف اصلی ہوں جیسے نَصَرَ، ضَرَبَ، فَتَحَ عَلِمَ وغیرہ۔

فعل مزید :۔ جس فعل کے حروف اصلیہ میں ایک حرف یا ایک سے زیادہ حروف کا اضافہ کر دیا جائے جیسے اَکْرَمَ، اِجْتَنَبَ، اِسْتَنْصَرَ۔

فعل مجرد کی دو قسمیں ہیں :۔ ثلاثی جیسے عَلِمَ، جلس، اور رباعی جیسے دَحْرَجَ، وَسْوَسَ۔

فعل مجرد ثلاثی کے چھ ابواب ہیں :۔

ا۔۔۔ فَعَلَ یَفْعُلُ۔ ماضی مفتوح العین اور مضارع مضموم العین، جیسے نَصَرَ یَنْصُرُ۔ قَعَدَ، یَقْعُدُ۔ قَتَلَ، یَقْتُلُ صحیح سالم میں اور اَخَذَ، یَاْخُذُ، بَرَأَ یَبْرُؤُ مہموز میں اور قَالَ، یَقُوْلُ اجوف میں اور غَزَا، یَغْزُوْ ناقص میں، مَرَّ، یَمُرُّ مضعف میں۔

۲۔۔۔ فَعَلَ یَفْعِلُ ماضی مفتوح العین اور مضارع مکسور العین جیسے ضَرَبَ، یَضْرِبُ، جَلَسَ یَجْلِسُ، صحیح سالم میں اور وَعَدَ یَعِدُ مثال میں بَاعَ یَبِیْعُ اجوف میں رَمٰی یَرْمِیْ ناقص میں وَقٰی یَقِیْ لفیف مفروق میں اور طَوٰی یَطْوِیْ لفیف مقرون میں اور فَرَّ یَفِرُّ مضعف میں أَتٰے یَأْتِیْ، أَبَرَ یَأْبِرُ مہموز الفاء میں هَنَأَ یَهْنِئُ مہموز اللام میں أَدٰی یَأْدِیْ مہموز الفاء لفیف مقرون میں وَأٰی، یَئِیْ (وعدہ کرنا) مہموز العین لفیف مفروق میں۔

۳ــــ فَعَلَ یَفْعَلُ ماضی اور مضارع دونوں مفتوح العین جیسے فَتَحَ، یَفْتَحُ
ذَھَبَ یَذْھَبُ صحیح سالم میں، سَعٰی یَسْعٰی ناقص میں، وَضَعَ یَضَعُ، وَلَغَ یَلَغُ[1]
یَفَعَ یَیْفَعُ، وَھَلَ یَوْھَلُ (کسی بات کی طرف وہم جانا)، مثال ہیں، أَلَہَ
یَأْلَہُ، سَأَلَ یَسْأَلُ اور قَرَأَ یَقْرَأُ مہموز ہیں۔

اس باب سے آنے والا ہر فعل حلقی العین یا حلقی اللام ہوگا یعنی اس کا عین
کلمہ یا لام کلمہ حرف حلقی[2] ہوگا۔ لیکن یہ ضروری نہیں ہے کہ جو فعل بھی حلقی العین یا حلقی
اللام ہو وہ اس باب سے آئے، بعض افعال جو اس باب سے آئے ہیں لیکن ان میں
حرف حلقی عین یا لام کلمہ میں نہیں ہے تو وہ شاذ ہیں جیسے أَبٰی، یَأْبٰی اور ھَلَکَ
یَھْلَکُ، رَکَنَ یَرْکَنُ، قَلٰی یَقْلٰی ایک لغت میں۔

۴ــــ فَعِلَ یَفْعَلُ، ماضی مکسور العین اور مضارع مفتوح العین جیسے فَرِحَ یَفْرَحُ
عَلِمَ یَعْلَمُ، لَبِسَ یَلْبَسُ صحیح سالم ہیں وَجِلَ یَوْجَلُ، یَبِسَ یَیْبَسُ
مثال ہیں خَافَ یَخَافُ، ھَابَ یَھَابُ، غَیِدَ یَغْیَدُ (گداز ہونا) عَوِرَ
یَعْوَرُ، اَجوف ہیں، رَضِیَ یَرْضٰی ناقص ہیں، قَوِیَ یَقْوٰی لفیف مقرون ہیں
وَجِیَ یَوْجٰی (پیروں کا گھسنا) لفیف مفروق ہیں، عَضَّ یَعَضُّ، مَسَّ یَمَسُّ،
وَدَّ یَوَدُّ مضعّف ہیں، أَمِنَ یَأْمَنُ، سَئِمَ یَسْأَمُ، صَدِئَ یَصْدَأُ،
(پیاسا ہونا) مہموز ہیں۔

۵ــــ فَعُلَ یَفْعُلُ ماضی اور مضارع دونوں مضموم العین جیسے کَرُمَ یَکْرُمُ،

---

[1] جھوٹ بولنا، وَلَغَ بحقہ، کسی کا حق مارنا

[2] حرف حلقی وہ حروف ہیں جو حلق سے ادا ہوتے ہیں اور وہ چھ ہیں ہمزہ، ہا، خا، حا، عین، غین۔

شَرُفَ یَشْرُفُ صحیح سالم میں وَسُمَ یَوْسُمُ، یَمُنَ یَیْمُنُ مثال ہیں
أَسُلَ یَأْسُلُ (چکنا ہونا) لَؤُمَ یَلْؤُمُ، جَرُؤَ یَجْرُؤُ (جری ہونا) مہموز ہیں،
سَرُوَ یَسْرُوْ (شریف ہونا) ناقص ہیں۔

۶۔ فَعِلَ یَفْعِلُ، ماضی اور مضارع دونوں مکسور العین جیسے نَعِمَ یَنْعِمُ
صحیح سالم ہیں، وَرِثَ یَرِثُ، وَلِیَ یَلِیُ مثال اور لفیف مفروق ہیں۔

فعل مجرد رباعی کا صرف ایک وزن ہے۔

۱۔ فَعْلَلَ یُفَعْلِلُ، جیسے دَحْرَجَ یُدَحْرِجُ، وَسْوَسَ یُوَسْوِسُ۔

فعل مزید کی دو قسمیں ہیں:-

(۱) مزید ثلاثی (۲) مزید رباعی۔

لیکن وہ مزید ثلاثی جس میں صرف ایک حرف زائد ہو، اس کے تین اوزان ہیں۔

(الف) اَفْعَلَ یُفْعِلُ:- جیسے اَکْرَمَ یُکْرِمُ، اَحْسَنَ یُحْسِنُ۔
(ب) فَعَّلَ یُفَعِّلُ:- جیسے قَدَّمَ یُقَدِّمُ، عَظَّمَ یُعَظِّمُ۔
(ج) فَاعَلَ یُفَاعِلُ:- جیسے قَاتَلَ یُقَاتِلُ، ضَارَبَ یُضَارِبُ۔

جس مزید ثلاثی میں دو حرف زائد ہوں اس کے پانچ اوزان ہیں:-

(الف) اِنْفَعَلَ یَنْفَعِلُ:- جیسے اِنْکَسَرَ یَنْکَسِرُ، اِنْطَلَقَ یَنْطَلِقُ
(ب) اِفْتَعَلَ یَفْتَعِلُ:- جیسے اِجْتَمَعَ یَجْتَمِعُ، اِقْتَدَرَ یَقْتَدِرُ
(ج) اِفْعَلَّ یَفْعَلُّ:- جیسے اِحْمَرَّ یَحْمَرُّ، اِبْیَضَّ یَبْیَضُّ
(د) تَفَاعَلَ یَتَفَاعَلُ:- جیسے تَقَاتَلَ یَتَقَاتَلُ، تَضَارَبَ یَتَضَارَبُ
(د) تَفَعَّلَ یَتَفَعَّلُ:- جیسے تَعَلَّمَ یَتَعَلَّمُ، تَقَدَّمَ یَتَقَدَّمُ

اور جس مزید ثلاثی میں تین حروف زائد ہوتے ہیں اس کے چار اوزان ہیں۔

(الف) اِسْتَفْعَلَ، يَسْتَفْعِلُ جیسے اِسْتَخْرَجَ، يَسْتَخْرِجُ ، اِسْتَنْصَرَ يَسْتَنْصِرُ۔

(ب) اِفْعَوَّلَ، يَفْعَوِّلُ جیسے اِجْلَوَّذَ، يَجْلَوِّذُ اِعْلَوَّطَ، يَعْلَوِّطُ[1]۔

(ج) اِفْعَوْعَلَ، يَفْعَوْعِلُ جیسے اِغْرَوْرَقَ، يَغْرَوْرِقُ اِخْشَوْشَنَ، يَخْشَوْشِنُ۔

(د) اِفْعَالَّ، يَفْعَالُّ جیسے اِحْمَارَّ، يَحْمَارُّ اِبْيَاضَّ، يَبْيَاضُّ

مزید رباعی کا جس میں صرف ایک حرف زائد ہو، صرف ایک وزن ہے۔

(الف) تَفَعْلَلَ، يَتَفَعْلَلُ: جیسے تَدَحْرَجَ، يَتَدَحْرَجُ ، تَبَعْثَرَ، يَتَبَعْثَرُ۔

اور جس مزید رباعی میں دو حرف زائد ہوں اس کے دو وزن ہیں۔

(الف) اِفْعَنْلَلَ، يَفْعَنْلِلُ: جیسے اِحْرَنْجَمَ، يَحْرَنْجِمُ ، اِفْرَنْقَعَ، يَفْرَنْقِعُ

(ب) اِفْعَلَلَّ، يَفْعَلِلُّ جیسے اِقْشَعَرَّ، يَقْشَعِرُّ ، اِطْمَأَنَّ، يَطْمَئِنُّ

رُباعی مجرّد اور رُباعی مزید فیہ کے مُلحقات کا بیان،

الحاق کا مفہوم اہل صرف کے نزدیک یہ ہے کہ کلمہ کے اصل وزن میں کوئی حرف اس لئے بڑھا دیا جائے تاکہ وہ دوسرے ایسے لفظ کا ہم وزن ہو جائے جس میں حروف کی تعداد اس سے زیادہ ہو اور اس کی گردان بھی پھر اسی لفظ کے مطابق ہونے لگے جیسے جَلَبَ کو فَعْلَلَ کے وزن پر لانے کے لئے اس کے آخر میں ایک با اور

[1] اونٹ کی گردن میں لٹک کر اس پر سوار ہونا، اور اعلوط الاد کے معنی ہیں کسی کام کو بغیر سوچے سمجھے شروع کر دینا۔

بڑھادی جائے تاکہ اس کا وزن جَلْبَبَ ہو جائے اور اس کی گردان فَعْلَلَ کی طرح ہونے لگے۔

رباعی مجرّد کے ملحقات سات ہیں:۔

۱۔۔۔ فَعْلَلَ جیسے جَلْبَبَ (جلباب پہنانا)

۲۔۔۔ فَوْعَلَ جیسے جَوْرَبَ (جورب پہنانا)

۳۔۔۔ فَعْوَلَ جیسے رَهْوَكَ فی مشيته (یعنی چلنے میں جلدی کی)

۴۔۔۔ فَيْعَلَ جیسے بَيْطَرَ الدَّابَّةَ (جانور کے پیر میں نعل لگایا)

۵۔۔۔ فَعْيَلَ جیسے شَرْيَفَ الزَّرْعَ (کھیتی کے بڑھے ہوئے حصّوں کو کاٹا)

۶۔۔۔ فَعْلیٰ جیسے سَلْقیٰ (چت لٹانا)

۷۔۔۔ فَعْنَلَ جیسے قَلْنَسَ (ٹوپی پہنانا)

رُباعی مزید فیہ کے ملحقات آٹھ ہیں:۔

رُباعی مزید فیہ بیک حرف کے چھ ملحقات ہیں۔

۱۔۔۔ تَفَعْلَلَ جیسے تَجَلْبَبَ

۲۔۔۔ تَفَعْوَلَ جیسے تَرَهْوَكَ

۳۔۔۔ تَفَيْعَلَ جیسے تَشَيْطَنَ

۴۔۔۔ تَفَوْعَلَ جیسے تَجَوْرَبَ

۵۔۔۔ تَمَفْعَلَ جیسے تَمَسْكَنَ

۶۔۔۔ تَفَعْلیٰ جیسے تَسَلْقیٰ

رُباعی مزید فیہ بدو حرف کے ملحقات صرف دو ہیں۔

۱ـــــ اِفْعَنْلَلَ جیسے اِقْعَنْسَسَ (سخت ہونا)
۲ـــــ اِفْعَنْلٰی جیسے اِسْلَنْقٰی (چت لیٹنا)

اِقْعَنْسَسَ کی میزان اِفْعَنْلَلَ ہے اور اِحْرَنْجَمَ کی میزان بھی اِفْعَنْلَلَ ہے لیکن دونوں میں فرق یہ ہے کہ اِقْعَنْسَسَ کی میزان اِفْعَنْلَلَ میں ایک لام زائد ہے جو الحاق کے لئے بڑھایا گیا ہے اور اِحْرَنْجَمَ کی میزان اِفْعَنْلَلَ میں دونوں لام اصلی ہیں۔

کچھ ضروری فوائد و قواعد

۱ـــــ حروف کی تعداد کے اعتبار سے فعل کی چار قسمیں ہیں، ثلاثی، رُباعی، خماسی اور سداسی لیکن ہیئت کے اعتبار سے اس کے سینتیس[۳۷] ابواب ہیں جیسا کہ اوپر تفصیل کے ساتھ گزر چکا۔

۲ـــــ یہ ضروری نہیں ہے کہ ہر مجرّد فعل کا مزید اور ہر مزید کا مجرّد بھی آئے، نہ یہ ضروری ہے کہ جو فعلِ مجرّد مزید کے کسی ایک باب سے آتا ہے تو وہ مزید کے ہر باب سے آئے بلکہ یہ سماعی مسئلہ ہے یعنی جس فعلِ مجرّد کو مزید کے جن ابواب سے یا کسی ایک ہی باب سے آتے ہوئے اہلِ عرب سے سُنا گیا ہے اس کو اسی طرح استعمال کیا جائے گا لیکن اس سے فعل ثلاثی لازم مستثنیٰ ہے، اس لئے کہ اس کے شروع میں ہمزہ بڑھا کر اس کو متعدّی بنانا ایک عام قاعدہ ہے جیسے ذَهَبَ سے اَذْهَبَ، خَرَجَ سے اَخْرَجَ، قَعَدَ سے أَقْعَدَ وغیرہ۔

۳ـــــ فعل ماضی جب فَعَلَ کے وزن پر ہو تو اس کا مضارع یَفْعَلُ، یَفْعُلُ اور

یَفْعِلُ کے وزن پر آسکتا ہے اور جب ماضی فَعِلَ کے وزن پر ہو تو اس کا مضارع صرف یَفْعِلُ یا یَفْعَلُ آسکتا ہے لیکن جب ماضی فَعُلَ کے وزن پر ہو تو اس کا مضارع صرف یَفْعُلُ کے وزن ہی پر آئے گا۔

فعل ثلاثی میں قلّت وکثرت کے لحاظ سے وہی ترتیب ہے جس ترتیب کے ساتھ اس کے ابواب ہیں یعنی سب سے زیادہ افعال باب نَصَرَ سے آتے ہیں پھر باب ضَرَبَ سے، پھر باب فَتَحَ سے، پھر فَرِحَ سے، اس سے کم باب کَرُمَ سے اور سب سے کم باب وَرِثَ سے آتے ہیں۔

۴ــــ فعل ثلاثی کے وزن میں ماضی اور مضارع دونوں کی صورت کی رعایت بیک وقت کرنا ضروری ہوتا ہے اس لئے کہ فعل مضارع کی صورت ماضی واحد کی صورت سے مختلف ہوتی ہے برخلاف فعل غیر ثلاثی کے جس میں ہر ماضی کا ایک متعیّن مضارع ہوتا ہے۔

۵ــــ فعل ثلاثی کا اس کے چھ بابوں میں سے کسی متعین باب سے آنا سماعی ہے اس لئے اس کے لئے کوئی قاعدہ مقرر نہیں ہے، البتہ کچھ علامتیں ایسی بیان کی جاتی ہیں جن کے لحاظ سے اس کے باب کا تعیّن کسی حد تک ممکن ہے مثلاً:

ماضی اگر مفتوح العین ہے اور اس کا پہلا حرف واو ہے تو اغلب یہ ہے کہ وہ باب ضَرَبَ سے آتا ہے جیسے وَعَدَ یَعِدُ، وَزَنَ یَزِنُ، اور اگر مفتوح العین ہونے کے ساتھ مضاعف اور متعدّی ہے تو اکثر وہ باب نَصَرَ سے آتا ہے جیسے مَدَّ یَمُدُّ، صَدَّ یَصُدُّ اور اگر لازم ہے تو عموماً باب ضَرَبَ سے آتا ہے جیسے خَفَّ یَخِفُّ، شَذَّ یَشِذُّ، اور اگر ماضی اَجوف یائی یا ناقص یائی ہے تو

باب ضَرَبَ سے آنا اغلب ہے جیسے بَاعَ یَبِیْعُ اور رَمٰی یَرْمِیْ اور اگر اَجوف واوی ہے یا ناقص واوی ہے تو باب نَصَرَ سے، جیسے قَامَ یَقُوْمُ دَعَا یَدْعُوْ۔

۶۔ باب کَرُمَ سے آنے والے تمام افعال لازم ہوتے ہیں اور دائمی فطری اوصاف یا اس کے مشابہ اوصاف پر دلالت کرتے ہیں جیسے ظَرُفَ، فَضُلَ حَسُنَ، قَبُحَ۔

۷۔ باب فَرِحَ سے آنے والے افعال اگر لازم ہوں تو رنج وغم کے معنی پر دلالت کریں گے جیسے طَرِبَ، حَزِنَ یا بھرنے اور خالی ہونے کے معنی پر دلالت کریں گے جیسے شَبِعَ اور عَطِشَ یا حلیہ اور عیب کے معنی پر دلالت کریں گے جیسے غَیِدَ، عَمِشَ، یا رنگ کے معنی پر جیسے خَضِرَ، حَمِرَ وغیرہ۔

مزید فیہ کے ابواب

اور ان کی خاصیات کا بیان

پہلا باب اِفعال

اس کی دسؔ خاصیتیں ہیں ۔

(۱) **تعدیہ** ، یعنی ہمزہ کے ذریعہ فعل لازم کو متعدّی بنانا جیسے قَامَ سے أَقَامَ قَعَدَ سے أَقْعَدَ، اس طرح جو اسم پہلے فاعل تھا وہ اب مفعول ہو جائے گا جیسے جلس عَلِیٌّ سے أجلست علیًّا اور جو فعل اصلاً لازم تھا وہ اب متعدّی بیک مفعول ہو جائے گا، جیسے أخرجت بکرًا، اور جو اصلاً متعدّی بیک مفعول تھا اب وہ متعدّی بدّو مفعول ہو جائے گا، جیسے أَفْهَمْتُ زَيْدًا الْمَسْأَلَةَ اور جو فعل اصلاً متعدّی بدو مفعول تھا اب وہ متعدّی بہ سہ مفعول ہو جائے گا جیسے أعلمتُ زیدًا بکرًا مُطِيعًا

(۲) **صیرورۃ** ، یعنی فاعل کا صاحب ماخذ ہونا، جیسے أَثْمَرَ الْبُسْتَانُ باغ پھل والا ہو گیا اور أَلْبَنَ الْجَامُوسُ بھینس دودھ والی ہو گئی ۔

(۳) **دخول** ، یعنی کسی چیز میں داخل ہونا، خواہ وہ زمان ہو یا مکان، جیسے أَصْبَحَ أَمْسٰى، أَعْرَقَ، أَمْصَرَ عراق میں داخل ہوا، مصر میں داخل ہوا ۔

(۴) **سلب** ، یعنی فاعل کا مفعول سے اصل فعل کو زائل کرنا جیسے أَقْذَيْتُ

عَیْنَ زَیْدٍ، زید کی آنکھ سے تنکے کو دُور کیا، أَشْکَیْتُہٗ میں نے اس کی شکایت دُور کی۔

(۵) **حینونتہ**، یعنی فاعل کے اصل فعل میں داخل ہونے کا وقت قریب آنا جیسے أَحْصَدَ الزَّرْعُ کھیتی کے حصاد (کاٹنے) کا وقت قریب آگیا أَصْرَمَ النَّخْلُ کھجور کے توڑنے کا وقت قریب آگیا۔

(۶) **مصادفۃ**، (وجدان) یعنی فاعل کا مفعول کو کسی ایسی صفت کے ساتھ متّصف پانا جو اصل فعل سے مشتق ہو، جیسے أَبْخَلْتُ زَیْدًا میں نے زید کو بخل کی صفت کے ساتھ متّصف پایا أَحْمَدْتُہٗ میں نے اس کو حمد کی صفت کے ساتھ متّصف پایا۔

(۷) **تعریض**، یعنی مفعول کو فعل کے اصل معنی کے لئے پیش کرنا جیسے أَرْھَنْتُ الدَّارَ میں نے گھر کو رہن کے لئے پیش کیا، أَبَعْتُ الثَّوْبَ، میں نے کپڑے کو بیع کے لئے پیش کیا۔

(۸) **افعل** کا استفعال کے معنی میں آنا، جیسے أَعْظَمْتُہٗ بہ معنی اِسْتَعْظَمْتُہٗ میں نے اس کو بڑا تصوّر کیا۔

(۹) **مطاوعت**، فَعَّلَ بہ تشدید العین کا مطاوع ہونا یعنی افعل کا فَعَّلَ کے اثر کو قبول کرنا جیسے فَطَّرْتُہٗ فَأَفْطَرَ، میں نے اس کو افطار کرایا تو اس نے افطار کرلیا، بَشَّرْتُہٗ فَأَبْشَرَ میں نے اس کو بشارت دی تو اس نے بشارت کو قبول کرلیا۔

(۱۰) **تَمْکِیْن**، یعنی فاعل کا مفعول کو کسی چیز پر قادر بنانا جیسے أَحْفَرْتُہٗ الْبِئْرَ

ہیں نے اس کو کنواں کھودنے پر قادر بنایا۔ کبھی کبھی باب افعال سے آنے والا فعل کبھی لازم ہوتا ہے اور اس کے بغیر متعدّی، جیسے نَسَلْتُ رِیْشَ الطَّائِرِ میں نے پرندہ کے پر کو اکھیڑا، اور اَنْسَلَ الرِّیْشُ پر اکھڑ گیا۔ اسی طرح کَبَبْتُ زَیْدًا میں نے زید کو اوندھا کیا، اور اَکَبَّ زَیْدٌ زید اوندھا ہو گیا، قَلَعْتُ الْفَسِیْلَ میں نے پودے کو اُکھیڑا، اور اَقْلَعَ الْفَسِیْلُ پودا اُکھڑ گیا، ضَرَبْتُ زَیْدًا میں نے زید کو مارا، اور اَضْرَبَ زَیْدٌ زید نے اعراض کیا (زید نے ہڑتال کی)

دوسرا باب تَفْعِیْل

اس کی آٹھ خاصیتیں ہیں :۔

۱ تکثیر (مبالغہ) فعل کے معنی میں زیادتی کرنا جیسے جوّلت، طَوَّفْتُ میں نے بہت زیادہ جولانی کی، اور بہت زیادہ طواف کیا یا فاعل کے اندر زیادتی کے معنی پیدا کرنا، جیسے مَوَّتَتِ الْاِبِلُ بہت زیادہ اونٹ مرے بَرَّکَتِ الْاِبِلُ بہت زیادہ اونٹ بیٹھے، یا مفعول کے اندر زیادتی کے معنی پیدا کرنا جیسے غَلَّقَتِ الْاَبْوَابَ بہت سے دروازے بند کئے۔ تکثیر فی الفعل کی مثال میں شاعر حطیئہ کا قول ہے :

اُطَوِّفُ مَا اُطَوِّفُ ثُمَّ آوِیْ
اِلٰی بَیْتٍ قَعِیْدَتُہ لَکَاعِ

۲ تَعْدِیَہ، یعنی فعل لازم کو اس باب میں لاکر متعدّی بنانا، جیسے فَرِحَ زَیْدٌ سے فَرَّحْتُ زَیْدًا۔

(۳) فاعل کو مفعول کے ماخذ کے مشابہ قرار دینا جیسے قَوَّسَ زَیْدٌ، زید کمان کے مشابہ ہوگیا حَجَّرَ الطِّینُ، مٹی پتھر کے مشابہ ہوگئی۔

(۴) مفعول کی نسبت اصل فعل کی طرف کرنا (نسبت ماخذ) جیسے کَفَّرْتُ زَیْدًا وَفَسَّقْتُہٗ میں نے زید کو کفر اور فسق کی طرف منسوب کیا۔

(۵) فعل کے ماخذ کی طرف متوجہ ہونا جیسے شَرَّقَ زَیْدٌ وَغَرَّبَ زَیْدٌ زید مشرق اور مغرب کی طرف متوجہ ہوا۔

(۶) جملہ کی حکایت کو مختصر کرنا (قصر) جیسے سَبَّحَ زَیْدٌ، زید نے سبحان اللہ کہا، ھَلَّلَ زَیْدٌ وَکَبَّرَ، زید نے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ، اور اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہا۔

(۷) کسی چیز کا قبول کرنا، جیسے شَفَّعْتُ زَیْدًا، زید کی سفارش میں نے قبول کی۔

(۸) **سلب وازالہ**: یعنی فاعل مفعول سے اصل فعل کو زائل کردے جیسے قَشَّرْتُ الْفَاکِھَۃَ میں نے پھل سے اس کے چھلکے کو دور کیا جَرَّبَ اللّٰہُ الْبَعِیْرَ، اونٹ کی خارش کو اللہ تعالیٰ نے دُور کیا۔

تیسرا باب مُفَاعَلَۃ

اس کی چار خاصیتیں ہیں:۔

(۱) **مشارکت**، یعنی دو یا دو سے زیادہ آدمیوں کے درمیان کسی کام میں شرکت پایا جانا جیسے ضَارَبَ زَیْدٌ عَمْرًوا اور ضَارَبْتُ الرِّجَالَ اس میں ہر ایک فاعل ومفعول دونوں ہونے کی صلاحیت رکھتا ہے، اس کے سوا فعل ثلاثی لازم اس باب میں آکر متعدّی ہوجاتا ہے جیسے کَادَمْتُ عَلِیًّا

اور اگر فعل ثلاثی متعدّی بیک مفعول ہو، جو فاعل بننے کی صلاحیت نہ رکھتا ہو جیسے جذَبْتُ ثوْبَہٗ تو اس باب میں آکر وہ مزید ایک ایسے مفعول کی طرف متعدّی ہو جاتا ہے جو فاعل بننے کی صلاحیت رکھتا ہے جیسے جاذَبْتُ عَلِیًّا ثوْبَہٗ
کبھی کبھی مشارکت کے معنی غیر فاعل کو فاعل کے مرتبہ میں رکھ کر بھی پائے جاتے ہیں جیسے یُخٰدِعُوْنَ اللّٰہَ وَالَّذِیْنَ آمَنُوْا۔

(۲) **موالات**، یعنی فعل کا پے بہ پے پایا جانا جیسے وَالَیْتُ الصَّوْمَ میں نے روزے کو یکے بعد دیگرے رکھا، تَابَعْتُ الْقِرَاءَۃَ میں نے پڑھائی کو پے بہ پے جاری رکھا۔

(۳) **تکثیر**، فعل کے معنی میں زیادتی کرنا، جیسے ضَاعَفْتُ اَجْرَہٗ میں نے اس کی اُجرت کو زیادہ کر دیا، قرآن کریم میں ہے مَنْ ذَا الَّذِیْ یُقْرِضُ اللّٰہَ قَرْضًا حَسَنًا فَیُضَاعِفَہٗ لَہٗ۔

(۴) **موافقت مجرّد**، یعنی فَاعَلَ کا فَعَلَ کے معنی میں آنا، جیسے سَافَرَ زَیْدٌ بہ معنی سَفَرَ۔

چوتھا باب اِنْفِعَال

اس کی صرف ایک خاصیت ہے۔

(۱) **مطاوعت**، یعنی فاعل کے اثر کو قبول کرنا خواہ فعل ثلاثی سے ہو جیسے قَطَعْتُہٗ فَانْقَطَعَ یا غیر ثلاثی سے جیسے اَطْلَقْتُہٗ فَانْطَلَقَ، عَدَّلْتُہٗ فَانْعَدَلَ اس باب کے افعال ہمیشہ لازم آتے ہیں اور ایسے معانی پر دلالت کرتے ہیں

جن کا تعلق ظاہری اعضا و جوارح سے ہوتا ہے۔

پانچواں باب اِفْتِعَال

اس کی چھ۶ خاصیتیں ہیں :۔

(۱) اتخاذ ، یعنی فاعل کا اس چیز کو اختیار کرنا جس پر اصل فعل دلالت کرتا ہے، جیسے اِخْتَتَمَ زَیْدٌ زید نے خاتم کو اختیار کیا اِخْتَبَزَ عَمْرٌوْ عمرو نے خبز کو اختیار کیا۔

(۲) تشارك ، یعنی آپس میں کسی کام کے اندر شریک ہونا جیسے اِخْتَصَمَ زَیْدٌ وَعَمْرٌوْ۔

(۳) اجتہاد اور طلب (تصرّف)، یعنی اصل فعل کے حاصل کرنے میں کوشش اور طلب ظاہر کرنا جیسے اِکْتَسَبَ زَیْدٌ۔

(۴) اظہار ، یعنی معنائے مصدری کو ظاہر کرنا، جیسے اِعْتَذَرَ زَیْدٌ زید نے عذر ظاہر کیا۔

(۵) فعل کے معنی میں مبالغہ کرنا جیسے اِقْتَدَرَ زَیْدٌ زید نے قدرت میں مبالغہ کیا۔

(۶) فعل ثلاثی کے اثر کو قبول کرنا جیسے عَدَلْتُہٗ فَاعْتَدَلَ، جَمَعْتُہٗ فَاجْتَمَعَ اور کبھی اَفْعَلَ اور فَعَّلَ کے اثر کو بھی قبول کرتا ہے، جیسے اَنْصَفْتُہٗ فَانْتَصَفَ قَرَّبْتُہٗ فَاقْتَرَبَ۔

چھٹا باب اِفْعِلَال

اس کی بھی صرف ایک خاصیت ہے۔

اس باب کے افعال، رنگ یا عیب کے معنی پر دلالت کرتے ہیں، اس کی صرف ایک خاصیت ہے۔

(۱) **مبالغہ**، یعنی معنائے مصدری میں مبالغہ کرنا جیسے اِبْیَضَّ الثَّوْبُ، کپڑا خوب سفید ہوگیا، اِعْوَرَّ الرَّجُلُ، آدمی بہت زیادہ اعور ہوگیا۔

اس باب کے افعال ہمیشہ لازم آتے ہیں۔

ساتواں باب تَفَعُّل

اس کی چھ خاصیتیں ہیں۔

(۱) **فَعَّلَ مضعف العین** کی مطاوعت، جیسے هَذَّبْتُہٗ فَتَهَذَّبَ، خَرَّجْتُہٗ فَتَخَرَّجَ، عَلَّمْتُہٗ فَتَعَلَّمَ۔

(۲) **تکلف**، یعنی فاعل کا بہ تکلف اصل فعل کو حاصل کرنا جیسے تَکَرَّمَ بہ تکلف کرم حاصل کیا (یعنی بہ تکلف کریم بنا) تَحَلَّمَ بہ تکلف حلم حاصل کیا، حاتم طائی شاعر نے اسی معنی میں اس فعل کو استعمال کیا ہے وہ کہتا ہے:

تَحَلَّمْ عَنِ الْاَدْنَیْنَ وَاسْتَبْقِ وُدَّهُمْ
فَلَنْ تَسْتَطِیْعَ الْحِلْمَ حَتّٰی تَحَلَّمَا

(۳) **اتخاذ**، یعنی فاعل کا مفعول کو فعل کے معنی میں استعمال کرنا جیسے تَوَسَّدْتُ یَدِیْ، میں نے اپنے ہاتھ کا تکیہ بنایا۔

(۴) **تجنّب**، یعنی فاعل کا اصل فعل کو ترک کر دینا جیسے تَأَثَّمْتُ میں نے گناہ کو ترک کر دیا تَهَجَّدْتُ میں نے نیند کو ترک کر دیا۔

(۵) تدریج، یعنی فعل کا بتدریج پایا جانا جیسے تَجَرَّعْتُ الْمَآءَ میں نے پانی کو گھونٹ گھونٹ پیا۔ تحفظت المسألۃ میں نے مسئلہ کو بتدریج یاد کیا۔

(۶) طلب، یعنی فاعل کا اصل فعل کو طلب کرنا جیسے تَکَبَّرَ زَیْدٌ، زید نے بڑائی کو طلب کیا تَیَقَّنَ عَمْرٌو عمرو نے یقین کو طلب کیا۔

کبھی کبھی تَفَعَّلَ فَعَّلَ کے ہم معنی آتا ہے جیسے تَوَلّٰی، وَلّٰی کے معنی میں۔

آٹھواں باب تَفَاعُل

اس کی عموماً چار خاصیتیں آتی ہیں۔

(۱) دو یا دو سے زائد افراد کو اصل فعل میں شریک کرنا جو لفظ کے اعتبار سے فاعل ہوں گے اور معنی کے اعتبار سے مفعول جیسے تَخَاصَمَ زَیْدٌ وَخَالِدٌ بر خلاف مفاعلت کے کہ اس میں ایک فاعل ہوتا ہے اور دوسرا مفعول ہوتا ہے اس لئے باب مفاعلت سے آنے والا فعل جب متعدّی بہ دو مفعول ہو تو تفاعل میں آکر وہ متعدّی بیک مفعول ہی رہ جائے گا جیسے جَاذَبَ زَیْدٌ عَمْرًا ثَوْبًا اور تَجَاذَبَ زَیْدٌ وَعَمْرٌو ثَوْبًا اور اگر مفاعلت میں متعدی بیک مفعول ہو تو تفاعل میں لازم ہو جائے گا جیسے خَاصَمَ زَیْدٌ عَمْرًا اور تَخَاصَمَ زَیْدٌ وَعَمْرٌو۔

(۲) بہ تکلف کسی چیز کا اظہار کرنا، یعنی فاعل فعل کی صورت ظاہر کرے نہ کہ اس کی حقیقت جسے تخییل بھی کہتے ہیں جیسے تَجَاهَلَ، جہل کی صورت ظاہر کی یعنی بہ تکلف جہل اختیار کیا۔

تناوم، بہ تکلف نوم اختیار کیا، ابوالعلار معرّی شاعر نے کہا ہے :

وَلَمَّا رَأَيْتُ الْجَهْلَ فِي النَّاسِ فَاشِيًا
تَجَاهَلْتُ حَتّٰى ظُنَّ اَنِّيْ جَاهِلُ

(۳) اصل فعل کا بتدریج حاصل ہونا جیسے تَزَايَدَ النِّيْلُ بتدریج دریائے نیل بڑھا۔

(۴) فَاعَل کی مطاوعت، جیسے بَاعَدْتُهٗ فَتَبَاعَدَ، تَابَعْتُهٗ فَتَتَابَعَ۔

نواں بابُ اِسْتِفْعَال

اس کی سات خاصیتیں ہیں :-

(۱) طلب، یعنی مفعول سے معنائے مصدری حاصل کرنے کی غرض سے فعل کی نسبت فاعل کی طرف کرنا، طلب کی بھی دو قسمیں ہیں۔ طلب حقیقی جیسے اِسْتَكْتَبْتُ مُحَمَّدًا میں نے محمد سے لکھنے کو طلب کیا، اِسْتَغْفَرْتُ اللّٰهَ میں نے اللہ سے مغفرت طلب کی، اور طلب مجازی جیسے اِسْتَخْرَجْتُ الذَّهَبَ مِنَ الْمَعْدِنِ، میں نے کان سے سونے کا نکلنا طلب کیا، ظاہر ہے کہ سونا نکالنے کے لئے کان کھودنے میں جو محنت و مشقّت اٹھائی جاتی ہے اسی کو طلب قرار دیا، اور یہ طلب حقیقی نہیں ہو سکتی۔

(۲) تحول و صیرورۃ، یعنی فاعل کا اپنی اصلی حالت سے دوسری حالت میں منتقل ہونا، اس کی بھی دو قسمیں ہیں۔ مجازی اور حقیقی، تحول مجازی کی مثال جیسے اِسْتَنْسَرَ الْبُغَاثُ بغاث (ایک کمزور پرندہ کا نام) نے گدھ کی شکل اختیار کی، اور حقیقی کی مثال جیسے اِسْتَحْجَرَ الطِّيْنُ، مٹی پتھر ہو گئی یعنی

حقیقتاً اس نے پتھر کی شکل اختیار کر لی۔

(۳) مصادفت (وجدان) یعنی مفعول کے اندر اصل فعل کے معنی پایا جانا جیسے اِسْتَعْظَمْتُہٗ میں نے اس کو بڑا پایا اِسْتَکْرَمْتُہٗ میں نے اس کو کریم پایا۔

(۴) جملہ کو مختصر کر کے استفعال کے صیغہ میں استعمال کرنا یعنی (قصر) جیسے اِسْتَرْجَعَ زَیْدٌ زید نے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ پڑھا۔

(۵) فعل کے اندر پائی جانے والی صفت کے معنی کا یقین کرنا اس کو حسبان بھی کہتے ہیں جیسے اِسْتَحْسَنْتُ الرَّجُلَ میں نے آدمی کے حُسن کا یقین کر لیا۔

(۶) افعل کا مطاوع ہونا جیسے احکمتہ فاستحکم، اَقَمْتُہٗ فَاسْتَقَامَ اور کبھی اِسْتَفْعَلَ کا صیغہ استعمال کر کے اَفْعَلَ مراد لیتے ہیں، جیسے اِسْتَجَابَ بہ معنی اَجَابَ۔

(۷) معنائے مصدری میں زیادتی پایا جانا جیسے اِسْتَکْبَرَ زَیْدٌ زید کا کبر بہت بڑھ گیا۔

ان کے علاوہ مزید فیہ کے مندرجہ ذیل تینوں ابواب یعنی

(الف) اِفْعَوْعَلَ جیسے اِغْدَوْدَنَ، اِعْشَوْشَبَ۔

(ب) اِفْعَوَّلَ جیسے اِجْلَوَّذَ، اِعْلَوَّطَ

(ج) اِفْعَالَّ جیسے اِحْمَارَّ، اِصْفَارَّ

ان سب کے اندر صرف ایک خاصیت پائی جاتی ہے اور وہ یہ ہے کہ ان ابواب میں معنائے مصدری کے اندر مزید کثرت و قوت کے معنی پیدا ہو جاتے ہیں جیسے عَشِبَتِ الْاَرْضُ کے معنی ہیں زمین گھاس والی ہوئی اور اِعْشَوْشَبَتِ الْاَرْضُ

کے معنی ہیں، زمین بہت زیادہ گھاس والی ہوئی، اسی طرح خَشُنَ اور اِخْشَوْشَنَ
اور حَمِرَ، اور اِحْمَادَّ وغیرہ۔

فِعل جامد اور متصرّف کا بیان

فعل یا تو جامد ہوگا یا متصرّف۔

فعل جامد اس کو کہتے ہیں کہ جو ایک شکل پر قائم رہے خواہ ماضی کی شکل ہو جیسے عَسٰی اور لَیْسَ، اور کَرِبَ، یا امر کی شکل میں جیسے ھَبْ اور تَعَلَّمْ[1] فعل جامد میں امر کی شکل اختیار کرنے والے صرف یہی دو فعل ہیں اور یہ دونوں اصلاً جامد ہیں، کسی کو یہ شبہ نہ ہو کہ ھَبْ، وَھَبَ یَھَبُ اور تَعَلَّمْ، عَلِمَ یَعْلَمُ سے مشتق ہے وَھَبَ یَھَبُ کا اَمر ھَبْ اور تَعَلَّمَ یَتَعَلَّمُ کا اَمر تَعَلَّمْ ضرور آتا ہے لیکن وہ متصرّف ہے جامد نہیں۔

فعل متصرّف اس کو کہتے ہیں کہ جو فعل کی مختلف شکلیں اختیار کر سکے اس کی بھی دو قسمیں ہیں:

(۱) فعل تام التصرف جس فعل کی تمام تصاریف (گردانیں) آتی ہوں یعنی ماضی، مضارع، امر، جیسے نَصَرَ، دَحْرَجَ۔

(۲) فعل ناقص التصرّف، جس فعل کی تمام تصاریف یعنی ماضی و مضارع اور اَمر ہر ایک کی گردانیں نہ آتی ہوں جیسے بَرِحَ، زال، کاد، یکاد، اوشك وغیرہ۔

---

[1] ھَبْ کے معنی فرض کرو، اور تَعَلَّمَ کے معنی "جان لو" یعنی تمھیں معلوم ہونا چاہیے۔

ماضی سے مضارع بنانے کا طریقہ

ماضی سے مضارع بنانے کا قاعدہ یہ ہے کہ اگر فعل رباعی ہے تو ماضی کے شروع میں حرف مضارع یعنی أ، تَ، یَ، نَ، میں کوئی ایک حرف مضموم کر کے لگا دیں گے اور ما قبل آخر کو مکسور کر دیں گے جیسے دَحْرَجَ سے یُدَحْرِجُ، عَظَّمَ سے یُعَظِّمُ، قَاتَلَ سے یُقَاتِلُ، اور اگر فعل ثلاثی مجرد یا مزید ہے تو اس کے ماضی کے شروع میں حرف مضارعہ مفتوح لگا دیں گے جیسے یَکْتُبُ وَیَنْطَلِقُ وَیَسْتَغْفِرُ، ثلاثی مجرّد کے ماضی میں حرف مضارعہ بڑھانے کے لئے اس کے فا کلمہ کو ساکن کر دیں گے اور عین کلمہ کو اس فعل کے باب کے مطابق ضمہ یا فتحہ یا کسرہ کی حرکت دیں گے، اور اگر فعل غیر ثلاثی کے شروع میں تا زائدہ ہو جیسے تَقَاتَلَ، تَعَلَّمَ تَدَحْرَجَ تو مضارع بناتے وقت اس کو باقی رکھیں گے اور اس سے پہلے حرف مضارعہ بڑھائیں گے جیسے تَقَاتَلَ سے یَتَقَاتَلُ، تَعَلَّمَ سے یَتَعَلَّمُ اور تَدَحْرَجَ سے یَتَدَحْرَجُ اور اگر فعل ماضی کے شروع میں ہمزہ زائدہ ہو جیسے اَکْرَمَ، اِسْتَخْرَجَ، اِجْتَنَبَ، اِنْطَلَقَ، وغیرہ تو حرف مضارعہ بڑھاتے وقت اس کو حذف کر دینگے جیسے یُکْرِمُ یَسْتَخْرِجُ، یَجْتَنِبُ، یَنْطَلِقُ

مضارع سے امر بنانے کا قاعدہ

امر فعل مضارع سے بنتا ہے اس کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے حرف مضارع کو حذف کر دیں گے۔ اگر حذف کرنے کے بعد پہلا حرف ساکن ہو تو اس کے شروع میں ہمزہ

بڑھادیں گے جیسے تَنْصُرُ سے اُنْصُرْ، تَفْتَحُ سے اِفْتَحْ، تَضْرِبُ سے اِضْرِبْ اور اگر ایسا فعل ہو جس کے ماضی سے ہمزہ کو حذف کیا گیا ہو، جیسے یُکْرِمُ، یَسْتَخْرِجُ وغیرہ تو اس کے امر میں پھر وہ ہمزہ واپس آجائے گا جیسے تُکْرِمُ سے اَکْرِمْ، تَسْتَخْرِجُ سے اِسْتَخْرِجْ، تَنْطَلِقُ سے اِنْطَلِقْ، تَجْتَنِبُ سے اِجْتَنِبْ۔

ہمزۂ وصل اور ہمزۂ قطع

فعل ثلاثی مجرد کے امر اور خماسی اور سداسی کے ماضی اور ان دونوں کے امر اور مصدر میں جو ہمزہ زائد آتا ہے اس کو ہمزۂ وصل کہتے ہیں یعنی جو ہمزہ ساکن کا تلفظ کرنے کے لئے ذریعہ کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے، اسی لئے درمیان کلام میں ساقط ہو جاتا ہے جیسے اِضْرِبْ، اِنْطَلِقْ، اِسْتَغْفِرْ اور اِنْطَلَقَ، اِسْتَغْفَرَ اور اِنْطِلَاقٌ اِسْتِغْفَارٌ اسی طرح اِبْنٌ، اِبْنَۃٌ، اِبْنَمٌ، اِمْرَءٌ، اِمْرَأَۃٌ، اِسْمٌ، اِثْنَانِ، اِثْنَتَانِ أَیْمُنٌ، اَلْ، ان سب میں ہمزۂ وصل ہے، جو درمیان کلام میں ساقط ہو جاتا ہے ان کے ماسوا جو ہمزہ بھی کلام میں پایا جائے وہ ہمزۂ قطع ہوگا اور وہ کسی حال میں ساقط نہیں ہوگا جیسے اکرم الضیف وأعط السائل۔

ہمزۂ وصل ہمیشہ مکسور ہوتا ہے سوائے بعض صیغوں اور الفاظ کے کہ ان میں مفتوح یا مضموم بھی ہوتا ہے، مفتوح کی مثال جیسے اَلْ، أَیْمُنٌ اور مضموم کی مثال امر مضموم العین ہے جیسے اُنْصُرْ، اُخْرُجْ اور ماضی مجہول جیسے اُکْرِمَ، اُنْطُلِقَ اُسْتُغْفِرَ۔

ہمزۂ قطع افعال رباعیہ میں مفتوح ہوتا ہے۔

ہمزہ لکھنے کا قاعدہ :۔

(۱) اگر ہمزہ شروع کلمہ میں واقع ہو تو ہمیشہ الف کی شکل میں لکھا جاتے ، جیسے
اَجْزَاءٌ ، اِکْرَامٌ اسی طرح اگر شروع میں واقع ہو لیکن اس سے متصل کوئی حرف جر
ہو تو بھی الف ہی کی شکل میں لکھا جائے گا جیسے بأجمل منه، لأحسن منك بجز لفظ
لِئَلَّا اور لَئِنْ کے کہ ان دونوں میں کثرت استعمال کی وجہ سے ہمزہ الف کی
شکل میں نہیں لکھا جائے گا بلکہ ہمزہ متوسط کے قاعدہ کے مطابق لکھا جائے گا جس
کا بیان آئندہ سطروں میں آرہا ہے۔

لیکن اگر ہمزہ وصل شروع کلمہ میں ہو اور اس ہمزہ کے بعد دوسرا ہمزہ بھی
ہو تو ہمزہ وصل کو اس پر فا ریا واو داخل ہونے کی صورت میں حذف کر دیا جائے گا
جیسے فَائْتِنِي کہ اصل میں تھا فَ إِئْتِنِي اسی طرح وَأْذَنْ لِي کہ اس کی اصل وَإِإْذَنْ
لِي تھا، أل کا ہمزہ بھی حذف ہو جائے گا، اگر اَلْ پر لام داخل ہو جائے جیسے
الكتاب سے للكتاب۔

اِبْنٌ اگر ایسے کلام میں آتے جس میں وہ دو عَلَموں کے درمیان واقع ہو
بایں طور کہ وہ پہلے عَلَم کی صفت ہو اور دوسرا عَلَم اس کا أب یا أم واقع ہو
تو لفظاً اور خطاً دونوں طرح ابن کے ہمزہ کو حذف کرنا واجب ہے جیسے
زَيْدُ بْنُ بَكْرٍ ، عِيسَى بْنُ مَرْيَمَ[۱] اور اگر اِبْنٌ شروع کلام میں واقع ہو تو ہمزہ
کو لکھنا اور پڑھنا دونوں ضروری ہے، جیسے اِبْنُ عَلِيٍّ صرف بِسْمِ اللّٰہِ
الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ میں اسم کا ہمزہ لفظاً اور خطاً حذف ہو جاتا ہے، دوسری جگہ لفظاً

[۱] قرآن مجید کا رسم الخط اس سے مستثنیٰ ہے اور وہ اسی کے ساتھ مخصوص ہے۔

حذف ہوتا ہے خطاً نہیں، اور اگر شروع سطر میں ہو تو لکھنا ضروری ہے پڑھنا اسی وقت ضروری ہوگا جب اس سے پہلے کوئی اسم علم نہ ہو۔

اور اگر ہمزہ استفہام کے بعد ہمزہ واقع ہوا ور مکسور ہو تو اسے حذف کرنا ضروری ہے جیسے اللہ تعالیٰ کا قول أَتَّخَذْنَاهُمْ سِخْرِيًّا، أَسْتَغْفَرْتَ لَهُمْ، اور أَسْمُكَ عَلِيٌّ؟ أَبْنُكَ هٰذَا لیکن اگر مفتوح ہو تو اسے الف سے بدل دینگے جیسے آللّٰهُ أَذِنَ لَكُمْ أَمْ عَلَى اللّٰهِ تَفْتَرُونَ۔

(۲) ہمزہ جب وسط کلام میں آئے تو اس کے ماقبل حرف کی حرکت کے مطابق اس کو لکھا جائے گا، یعنی اگر ہمزہ سے پہلے والے حرف پر فتحہ ہے تو ہمزہ کو الف کے ساتھ لکھیں گے جیسے بَأْسٌ اور اگر ہمزہ سے پہلے والے حرف پر ضمہ ہے تو ہمزہ کو واؤ کے ساتھ لکھیں گے جیسے بُؤْسٌ اسی طرح اگر ہمزہ سے پہلے والے حرف پر کسرہ ہے تو اس کو یا کے ساتھ لکھیں گے، جیسے بِئْسَ۔

اور اگر ہمزہ درمیان میں آئے اور متحرک ہو تو اس کو اسی حرف کے ساتھ لکھا جائے گا جو اس کی حرکت کے مطابق ہو، مثلاً اگر ہمزہ مضموم ہے تو واؤ کے ساتھ لکھیں گے جیسے رَؤُسَ، لَؤُمَ، اور اگر مفتوح ہو تو الف کے ساتھ لکھیں گے جیسے سَأَلَ يَسْأَلُ مَسْأَلَةٌ اور اگر مکسور ہے تو یاء کے ساتھ لکھیں گے جیسے يَئِسَ اور اگر ہمزہ متوسط مفتوح واقع ہو رہا ہے ضمہ یا کسرہ کے بعد تو اس کو ما قبل والے حرف کی حرکت کے مطابق واو کے ساتھ یا یاء کے ساتھ لکھیں گے جیسے سُؤَال، رِئَال، مُؤَذِّنٌ

اگر ہمزہ الف اور یاء کے درمیان واقع ہو رہا ہو تو اس کو یا کی شکل میں لکھ سکتے ہیں اور خالص ہمزہ کی شکل میں بھی جیسے بَقَائِيْ اور بَقَاءِيْ،

دائی اور سَاءِ یٔ ، اور جب ہمزہ الف اور ضمیر کے درمیان واقع ہو تو جو حرکت ہمزہ پر ہوگی اسی کے مطابق حرف کے ساتھ اس کو لکھا جائے گا مثلاً ہمزہ مضموم ہو تو واؤ کے ساتھ مکسور ہو تو یائے کے ساتھ، البتہ مفتوح ہونے کی صورت میں تنہا ہمزہ لکھا جائے گا، جیسے ماؤہ، مائہ، ماءہ۔

۳ــــ ہمزہ جب طرف میں واقع ہو اور اس کا ماقبل ساکن ہو تو ہمزہ علٰحدہ لکھا جائے گا جیسے جُزْءٌ ، شَیْءٌ لیکن اگر اس کا ماقبل متحرک ہو تو اسی حرکت کے مطابق حرف کے ساتھ لکھا جائے گا، یعنی اگر اس کا ماقبل مضموم ہے تو ہمزہ واؤ کے ساتھ لکھا جائے گا جیسے ھَیُؤَ ، اور اگر مفتوح ہو تو الف کے ساتھ جیسے لَکَأَ اور مکسور ہو تو "یا" کے ساتھ جیسے ظَمِئَ ۔

اور جب ہمزہ طرف میں واقع ہو اور اس کے بعد تائے تانیث ہو اور ہمزہ کا ماقبل حرف صحیح ساکن ہو تو اس کو الف کے ساتھ لکھیں گے جیسے نَشْأَۃٌ اور اگر اس کا ماقبل حرف متحرک ہو تو اسی حرکت کے مطابق حرف کے ساتھ ہمزہ لکھا جائے گا جیسے فِئَۃٌ میں ہمزہ کو "یا" کے ساتھ لکھیں گے اس لئے کہ اس کے ماقبل حرف متحرک مکسور ہے[1] اور مضموم کی مثال جیسے لُؤْلُؤَۃٌ لیکن اگر اس ہمزہ کا ماقبل معتل ہو اور وہ حرف معتل "یا" ہو تو ہمزہ کو "یا" کے ساتھ لکھیں گے جیسے خَطِیْئَۃٌ اور اگر حرف معتل الف "یا" واؤ ہو تو تنہا ہمزہ کی شکل میں لکھا جائیگا، جیسے بَرَاءَۃٌ ، صَلَاءَۃٌ، مُرُوْءَۃٌ، سَوْءَۃٌ وغیرہ۔

---

[1] لفظ مأۃ کا صحیح رسم الخط مئۃ ہے۔

فعل لازم اور متعدّی کا بیان

لازم اور متعدّی ہونے کے اعتبار سے فعل کی دو قسمیں ہیں :۔

فعل لازم : اس کو کہتے ہیں جو مفعول بہ کو نصب نہ دے اور صرف فاعل سے اپنی بات پوری کر دے، جیسے خَرَجَ زَیْدٌ۔

فعل متعدّی : وہ ہے جو مفعول بہ کو نصب دے، جیسے فَهِمَ زَیْدُ الْمَسْأَلَۃَ، اس کی چار قسمیں ہیں۔

(۱) فعل متعدّی جو صرف ایک مفعول بہ کو نصب دے، یہ کلام عرب میں بہت کثرت سے پایا جاتا ہے، جیسے ضَرَبَ، فَتَحَ، کَتَبَ، فَهِمَ وغیرہ۔

(۲) جو دو مفعولوں کو نصب دے اور وہ دونوں مفعول اصل کے اعتبار سے مبتدا اور خبر نہ ہوں، جیسے اَعْطٰی زَیْدٌ بَکْرًا دِیْنَارًا، سَأَلْتُ الْمُعَلِّمَ الْمَسْأَلَۃَ مَنَعْتُ عَمْرًوا الْخُرُوْجَ۔

(۳) جو دو مفعولوں کو نصب دے لیکن وہ دونوں مفعول اصلاً مبتدا و خبر ہوں، جیسے ظَنَنْتُ زَیْدًا عَالِمًا، عَلِمْتُ بَکْرًا وَاقِفًا ان دونوں مثالوں میں زَیْدًا عَالِمًا اور بَکْرًا وَاقِفًا اصل میں مبتدا اور خبر تھے یعنی زَیْدٌ عَالِمٌ اور بَکْرٌ وَاقِفٌ، شاعر کا قول ہے

رأیت اللہ أکبر کلّ شیٔ
مُحَاوَلَۃً وَأَکْثَرُهُمْ جُنُوْدًا

(۴) وہ فعل متعدّی جو تین مفعولوں کو نصب دے اور وہ چند افعال ہیں جیسے

أُرٰی، أَعلَمَ، أَبنأ، نَبّأ، أُخبِرَ، خَبَّرَ، حَدَّثَ مثلاً اَرَیتُ زَیدًا عَمرًوا وَاقِفًا اور جیسے اللہ تعالٰی کا قول ہے یُرِیهِمُ اللّٰهُ اَعمَالَهُم حَسَرَاتٍ عَلَیهِم اس میں مفعول اول ضمیر غائب هُم ہے جو یُرِی میں ہے، اور دوسرا مفعول اَعمَالَهُم اور تیسرا مفعول حَسَرَاتٍ ہے۔

فِعل لازم کی پانچ علامتیں ہیں

(۱) باب کَرُمَ سے آنا جیسے حَسُنَ، جَمُلَ، شَرُفَ، لَؤُمَ، کَرُمَ۔

(۲) باب فَرِحَ سے آنا اور رنگ یا عیب و حُلیہ کے معنی پر دلالت کرنا، یا رنج و خوشی یا خالی ہونے اور بھرنے کے معنی پر دلالت کرنا، جیسے حَمِرَ، عَمِشَ، حَزِنَ، طَرِبَ، صَدِیَ، عَطِشَ، غَیِدَ، شَبِعَ وغیرہ۔

(۳) فعل متعدّی بیک مفعول کا مطاوع ہونا جیسے کَسَرتُ الحَجَرَ فَانکَسَرَ، دَحرَجتُهُ فَتَدَحرَجَ۔

(۴) اِفعَلَلَّ کے وزن پر آنا، جیسے اقشعرّ یا اِفعَنلَلَ کے وزن پر جیسے اِحرَنجَمَ۔

(۵) مدح یا ذم کے معنی پیدا کرنے کے لئے باب کَرُمَ کی طرف فعل متعدی کو منتقل کرنا، جیسے فَهُمَ الرَّجُلُ، بَلُدَ التِّلمِیذُ۔

فِعل متعدّی کی بھی پانچ علامتیں ہیں

(۱) ہمزہ تعدیہ داخل ہونا جیسے اَنزَلَ الفُرقَانَ۔

(۲) عین کلمہ کا مضعّف ہونا جیسے نَزَّلَ عَلَيْكَ الْكِتَابَ۔

(۳) مفاعلت کے معنی پر دلالت کرنا جیسے جَالَسْتُ الْعُلَمَاءَ۔

(۴) باب استفعال سے آنا اور طلب یا نسبت کے معنی پر دلالت کرنا جیسے اِسْتَخْرَجْتُ الْمَالَ، اِسْتَقْبَحْتُ الظُّلْمَ۔

(۵) حرف جر (علامت تعدیہ) کو توسعاً حذف کر دینا، جیسے شاعر کا قول:

تَمُرُّوْنَ الدِّيَارَ وَلَمْ تَعُوْجُوْا
كَلَامُكُمْ عَلَيَّ اِذَنْ حَرَامُ

کہ اصل میں تَمُرُّوْنَ بِالدِّيَارِ تھا لیکن کثرت استعمال کی وجہ سے کلام میں حرف جر کو حذف کرنے کی گنجائش تھی اس لئے اس کو حذف کر کے فعل کو متعدّی بہ یک مفعول بنا دیا، حرف جر عموماً اَنَّ اور اَنْ کے ساتھ حذف ہو جاتا ہے، جیسے اللہ تعالیٰ کا قول شَهِدَ اللهُ اَنَّهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ کہ اصل میں تھا شَهِدَ اللهُ بِاَنَّهُ اور اَوَعَجِبْتُمْ اَنْ جَاءَكُمْ ذِكْرٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ کہ اصل میں تھا اَوَعَجِبْتُمْ مِنْ اَنْ جَاءَكُمْ۔

فعل معروف اور مجہول کا بیان

معروف و مجہول کے اعتبار سے بھی فعل کی دو قسمیں ہیں:

(۱) فعل معروف: اس فعل کو کہتے ہیں جس کے ساتھ اس کا فاعل مذکور ہو، جیسے قَطَعَ مَحْمُوْدٌ الْغُصْنَ۔

(۲) فعل مجہول: اس فعل کو کہتے ہیں جس کا فاعل حذف کر دیا جائے، اور مفعول بہ

کو فاعل کا قائم مقام بنا دیا جائے لیکن اس صورت میں فعل کی شکل بدل جائیگی یعنی اگر وہ فعل ماضی ہو تو اس کے ماقبل آخر کو کسرہ دیں گے اور ماقبل آخر کے ماقبل ہر متحرک حرف کو ضمہ دیں گے جیسے حُفِظَ الکتاب اس مثال میں ماقبل آخر یعنی فا کو کسرہ اور اس کے ماقبل جو متحرک حرف تھا یعنی ح اس کو ضمہ دیا گیا اور تُعُلِّمَ الحِسَابُ اس میں ماقبل آخر یعنی لام ثانی کو کسرہ دیا گیا، اور اس کے ماقبل جو حروف بھی متحرک تھے ان کو ضمہ دیا گیا یعنی ع اور تاء جو متحرک تھے اس لئے ان دونوں کو مضموم کر دیا گیا، اسی طرح اُسْتُخْرِجَ المَعْدِنُ میں ماقبل آخر یعنی را کو کسرہ دینے کے بعد اس کے پہلے جو حروف متحرک تھے یعنی تاء اور ہمزہ ان کو ضمہ دیا گیا، اگر ماضی کا عین کلمہ الف ہو جیسے قال، اختار وغیرہ تو اس کو مجہول بناتے وقت یاء سے بدل دیں گے اور اس کے ماقبل والے حرف کو کسرہ دیں گے جیسے قِیلَ، اُخْتِیرَ اور اگر مضارع کا ماقبل آخر حرف مد ہو جیسے یقول، یَبِیعُ تو اس کو مجہول بناتے وقت الف سے بدل دیں گے جیسے یُقَالُ، یُبَاعُ۔

فعل لازم کو مجہول بنانے کا طریقہ صرف یہ ہے کہ اس کا نائب فاعل یا تو مصدر ہو جیسے اُحْتُفِلَ احتفال عظیم، جُلِسَ جلوس حسن یا ظرف ہو جیسے ذُهِبَ اَمَامَ الْاُسْتَاذِ، وُقِفَ اَمَامَ الْاَمِیْرِ یا جار و مجرور ہو جیسے فُرِحَ بِقُدُومِ زَیْدٍ، حُزِنَ لِوَفَاةِ بکر۔

عربی لغت میں کچھ افعال ایسے بھی آئے ہیں جو ہمیشہ مجہول کی شکل میں آتے ہیں، جیسے عُنِیَ بِالْمَسْأَلَةِ (اس مسئلہ کی طرف توجہ کی) زُهِیَ عَلَیْنَا (ہمارے ساتھ تکبر کیا)

فُلِجَ (مفلوج ہوا) جُنَّ (مجنون ہوا) حُمَّ (بخار میں مبتلا ہوا) غُمَّ (مشتبہ ہوا) اُغْمِیَ عَلَیْہِ (بے ہوش ہوا) دُھِشَ (حیران ہوا) سُلَّ (سِل میں مبتلا ہوا) اُنْتُقِعَ لَوْنُہٗ (اس کا رنگ بدل گیا)۔

فعل مؤکّد اور غیر مؤکّد کا بیان

جس فعل کے ساتھ نون تاکید ثقیلہ یا خفیفہ لاحق ہو تو اُس کو فعل مؤکد کہتے ہیں، جیسے "لَیُسْجَنَنَّ وَلَیَکُوْنًا مِّنَ الصّٰغِرِیْنَ" اور جس فعل کے ساتھ نون تاکید لاحق نہ ہو اسے فعل غیر مؤکد کہتے ہیں، جیسے یُسْجَنُ، یَکُوْنُ۔

فعل ماضی ہمیشہ غیر مؤکّد ہوتا ہے، اس پر نون تاکید کا داخل ہونا خلاف قیاس ہے فعل اَمر کو ہر حال میں مؤکّد لانا جائز ہے، جیسے اِضْرِبْ سے اِضْرِبَنَّ، اُکْتُبْ سے اُکْتُبَنَّ وغیرہ۔

فعل مضارع کو مؤکّد یا غیر مؤکّد لانے کے سلسلہ میں کئی صورتیں ہیں:

(۱) اس کو مؤکّد لانا واجب ہے جب جواب قسم ہو اور لام تاکید اور فعل مضارع کے درمیان کوئی فصل نہ ہو اور مثبت ہو اور مستقبل کے معنی میں ہو جیسے تَاللّٰہِ لَاَکِیْدَنَّ اَصْنَامَکُمْ۔

(۲) مؤکّد لانا قریب بواجب ہے جب اِمَّا کی شرط واقع ہو رہا ہو، جیسے فَاِمَّا نَذْھَبَنَّ بِکَ، وَاِمَّا تَخَافَنَّ مِنْ قَوْمٍ خِیَانَۃً۔

(۳) اداۃ طلب کے بعد جب فعل مضارع واقع ہو تو اکثر مؤکّد آتا ہے خواہ اداۃ طلب استفہام ہو جیسے اَلَا تَذْھَبَنَّ اِلَی الْحِجَازِ یا تمنّی ہو جیسے لَیْتَکَ تَقْرَأَنَّ لِیْ

یا عرض ہو جیسے اَلَا تَنْزِلَنَّ بِالدَّارِ یا دعا ہو جیسے لَا یُهْلِكَنَّ الْقَوْمَ یا نہی ہو جیسے لَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ غَافِلًا یا امر ہو جیسے لِيَقُوْمَنَّ زَيْدٌ۔

(۴) جب فعل مضارع لائے نافیہ، یا مَا زائدہ کے بعد واقع ہو تو بہت کم مؤکّد آتا ہے جیسے وَاتَّقُوْا فِتْنَةً لَّا تُصِيْبَنَّ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْكُمْ خَاصَّةً۔

اور جیسے شاعر کا قول؛

اِذَا مَاتَ مِنْهُمْ سَيِّدٌ سَرَقَ ابْنُه
وَمِنْ عِضَةٍ[1] مَا يَنْبُتَنَّ شَكِيْرُهَا[2]

(۵) اور جب لَمْ یا اداۃ شرط[3] کے بعد واقع ہو تو کبھی کبھی مؤکّد آتا ہے خواہ فعل مضارع شرط واقع ہو یا جزا، جیسے لَمْ يَعْلَمَنَّ، مَنْ تُكْرِمَنَّهُ يُكْرِمْكَ مَهْمَا يَكُنْ عِنْدَكَ سِرٌّ يُظْهَرَنَّ لِلنَّاسِ۔

(۶) اور مؤکّد لانا ممتنع ہے جب جواب قسم نہ ہو اور لام تاکید اور فعل کے درمیان کوئی فاصل آجائے اور فعل منفی ہو یا مستقبل کے معنی میں نہ ہو جیسے وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى، تَاللّٰهِ لَا يَذْهَبُ الْعُرْفُ بَيْنَ اللّٰهِ وَالنَّاسِ، لَاَمْكُثُ هُنَا۔

فِعل مؤکّد کے احکام

فعل مؤکّد سے علامت رفع کو حذف کرنا واجب ہے، خواہ وہ علامت حرف ہو

[1] خاردار درخت جو بڑا ہو جائے۔
[2] چھوٹی گھاسیں جو بڑی گھاس کے ساتھ ہوتی ہیں، یا چھوٹے پودے جو بڑے درخت کے ساتھ ہوتے ہیں۔
[3] اس سے اِمّا اداۃ شرط مستثنیٰ ہے۔

یا حرکت ہو، اس کی پانچ صورتیں ہیں:۔

(۱) اگر فعل مؤکد اسم ظاہر کی طرف منسوب ہو یا ضمیر واحد کی طرف تو نون تاکید کے ماقبل کو فتحہ دیا جائے گا، چاہے وہ فعل صحیح ہو یا ناقص ہو جیسے لَیَنْصُرَنَّ عَلِیٌّ وَلِیَدْعُوَنَّ وَلَیَرْمِیَنَّ وَلَیَسْعَیَنَّ۔

(۲) اور اگر فعل الف تثنیہ کی طرف منسوب ہو تو الف کے بعد نون تاکید کو کسرہ دیں گے جیسے لَیَنْصُرَانِّ، لَیَدْعُوَانِّ، لَیَرْمِیَانِّ، لَیَسْعَیَانِّ۔

(۳) اگر فعل واؤ جمع کی طرف منسوب ہو تو ماقبل نون کو ضمّہ دیں گے اور فعل ناقص میں اس کے آخری حرف اور واؤ جمع دونوں کو حذف کر دیں گے البتہ اگر فعل ناقص معتل بالالف ہو یعنی اس کے آخر میں حرف علت الف ہو تو واؤ جمع مضموم باقی رہے گا، جیسے لَیَنْصُرُنَّ، لَیَدْعُنَّ، لَیَرْمُنَّ، لَیَسْعَوُنَّ

(۴) اور اگر فعل مؤکّد مؤنث حاضر کی یا کی طرف منسوب ہو تو ماقبل نون کو کسرہ دیں گے اور فعل ناقص میں اس کے آخری حرف اور یائے مخاطبہ دونوں کو حذف کر دیں گے اور اگر وہ فعل معتل بالالف ہو تو یائے مخاطبہ مکسور باقی رہے گی، جیسے لَتَنْصُرِنَّ، لَتَدْعِنَّ، لَتَرْمِنَّ، لَتَسْعَیِنَّ ان سب مثالوں میں نون اعرابی کو اس لئے حذف کر دیا گیا تاکہ ایک ہی جنس کے تین حرفوں کا ایک جگہ جمع ہونا لازم نہ آئے۔

(۵) اور اگر فعل مؤکّد، نون نسوہ کی طرف منسوب ہو تو نون نسوہ اور نون تاکید کے درمیان ایک الف اس لئے بڑھا دیں گے تاکہ دونوں نونوں کا تلفّظ ممکن ہو سکے اور نون تاکید کو مکسور کر دیں گے جیسے لَیَنْصُرْنَانِّ، لَیَرْمِیْنَانِّ، لَیَسْعَیْنَانِّ۔

فعل مضارع مؤکّد کے مندرجہ بالا احکام میں فعل امر بھی شریک ہے اور اس کا بھی بالکل وہی حکم ہے جو فعل مضارع کا اوپر بیان کیا گیا۔

نون تاکید خفیفہ ان تمام جگہوں میں استعمال ہو سکتا ہے جن میں نون ثقیلہ استعمال ہوتا ہے، بجز الف تثنیہ کے کہ اس کے بعد نون تاکید خفیفہ نہیں آسکتا، بعض اہلِ صرف نے اس کی اجازت دی ہے، نون تاکید خفیفہ کو وقف کی حالت میں تنوین کا حکم دیا جاتا ہے، اس لیے اگر فتحہ کے بعد واقع ہو تو وہ الف سے بدل دیا جائے گا، جیسے لَنَسْفَعًا اور ضمہ یا کسرہ کے بعد واقع ہو تو حذف کر دیا جائے گا جیسے اِضْرِبُنْ سے اِضْرِبُوا، اِضْرِبِنْ سے اِضْرِبِي۔

ضمائر یا اسم ظاہر کی طرف اسناد کے وقت

افعال میں تغیر کا بیان

(۱) جب فعل صحیح سالم ہو تو اس میں ضمائر یا اسم ظاہر کی طرف اسناد کے وقت کوئی تبدیلی نہیں ہوتی، جیسے نَصَرَ، نَصَرَا، نَصَرُوا، نَصَرَتْ، نَصَرْتَ، نَصَرْتُ، نَصَرْتُمَا، نَصَرْتُنَّ وغیرہ۔

فعل مہموز کا حکم بھی فعل سالم ہی کی طرح ہے فرق اتنا ہے کہ

(۲) جب مہموز کے شروع میں دو ہمزے مسلسل آجائیں اور دوسرا ساکن ہو تو اس کو ایسے حرف علت سے بدل دیں گے جو پہلے ہمزہ کی حرکت کے مطابق ہو جیسے أَءْمَنَ سے آمَنَ، أُءْمِنَ سے أُومِنَ، اِءْمَانٌ سے اِيمَانٌ لیکن أَخَذَ اور أَكَلَ جیسے فعل کے صیغۂ امر سے اس کے دونوں ہمزے

حذف کر دئے جائیں گے جیسے اُءْخُذْ سے خُذْ ، اُءْکُلْ سے کُلْ اور
أمَرَ اور سَأَلَ کے فعل امر سے جب وہ ابتدائے کلام میں واقع ہو تو اس
کا ہمزہ حذف کر دیں گے، جیسے مُرُوا بِالْمَعْرُوفِ اور سَلْ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ
اگر درمیان کلام میں آتے تو حذف کرنا اور باقی رکھنا دونوں جائز ہے جیسے
قِیْلَ لَہٗ مُرْ ابْنَکَ بِالصَّلَاۃِ یا قِیْلَ لَہٗ اُؤْمُرْ، اور قِیْلَ لَہٗ سَلْ تُعْطَہٗ اور
قِیْلَ لَہٗ اسْأَلْ تُعْطَہٗ۔

رَأیٰ اور اس کے مشابہ فعل کے مضارع اور امر میں عین کلمہ کا ہمزہ حذف
ہو جائے گا، جیسے یَرٰی اور رَہٗ اور جب باب اِفعال سے آئے تو اس کے
عین کلمہ کا ہمزہ تمام صیغوں میں حذف ہو جائے گا، جیسے اَرٰی، یُرِی، اَرِہٗ

(۳) جب فعل مضعف ہو یعنی ایک ہی جنس کے دو حرف اس میں موجود ہوں
اور دونوں متحرک ہوں جیسے مَدَدَ یَمْدُدُ تو حرف اوّل کو ساکن کر کے
دوسرے حرف میں اِدغام ضروری ہے، چنانچہ مَدَدَ سے مَدَّ، یَمْدُدُ سے
یَمُدُّ ہوگا، اور اگر پہلا حرف متحرک ہو، اور دوسرا حرف ضمیر رفع متحرک
کے متصل ہونے کی وجہ سے ساکن ہو جائے تو فکِّ ادغام واجب ہے،
جیسے مَدَدْتُ یَمْدُدْنَ ، اور اگر دوسرا حرف اَمر ہونے کی بنا پر یا حرف
جازم داخل ہونے کی وجہ سے ساکن ہو تو اِدغام اور فکِّ ادغام دونوں
جائز ہے، جیسے مُدَّ، اور اُمْدُدْ ، لَمْ یَمُدَّ اور لَمْ یَمْدُدْ
اِدغام کی صورت میں دوسرے حرف کو فتحہ بھی دے سکتے ہیں، اس
لئے کہ وہ اَخَفُّ الحرکات ہے اور کسرہ بھی دے سکتے ہیں اس لئے کہ اجتماع

ساکنین کو ختم کرنے کے لئے جو حرکت استعمال کی جاتی ہے وہ اصلاً کسرہ ہے ، اور اگر چاہیں تو ما قبل کی رعایت سے اس کو ضمہ بھی دے سکتے ہیں، لہٰذا مُدَّ اور لَمْ یَمُدَّ کے آخری حرف دال کو تینوں حرکتیں آسکتی ہیں مُدَّ ، مُدِّ ، مُدُّ لَمْ یَمُدَّ ، لَمْ یَمُدِّ لَمْ یَمُدُّ البتہ فَرَّ اور عَضَّ جیسے صیغے میں حرف آخر کو مضموم نہیں کر سکتے ہیں، اس لئے کہ اس کا فا کلمہ مضموم نہیں ہے۔

فعل مضعف میں مجرّد اور مزید دونوں کا ایک ہی حکم ہے ۔

(۴) جب فعل مثال ہو اور اس کے فا کلمہ میں حرف علت واؤ ہو اور اس کا مضارع مکسور العین ہو تو حرف علّت واؤ کو مضارع اور اَمر کے صیغوں میں حذف کر دیتے ہیں جیسے یَعِدُ اور عِدْ ، یَزِنُ اور زِنْ اور اگر مثال یائی ہو، یا واوی ہو اور اس کا مضارع مکسور العین نہ ہو تو حرف علت باقی رہے گا، جیسے یَنَعَ ، یَیْنَعُ ، وَجِلَ ، یَوْجَلُ ، وَجُہَ ، یَوْجُہُ لیکن کچھ افعال خلافِ قیاس آئے ہیں جیسے یَدَعُ ، یَذَرُ ، یَزَعُ ، یَسَعُ ، یَضَعُ یَطَأُ ، یَقَعُ ، یَلَغُ ، یَہَبُ وغیرہ۔

مثال کے مصدر میں فا کلمہ کو حذف کرنا یا باقی رکھنا دونوں جائز ہے، اگر حذف کیا جائے تو اس کے عوض میں آخر میں ایک تا ر بڑھائیں گے جیسے وَعَدَ ، یَعِدُ ، وَعْدًا اور عِدَۃً ، وَزَنَ ، یَزِنُ ، وَزْنًا اور زِنَۃً ۔

(۵) فعل اَجوَف کا عین کلمہ حذف کر دیں گے جب اس کے فعل مضارع پر حرف جازم داخل ہو یا امر کا صیغہ ہو جیسے لَمْ یَقُلْ ، لَمْ یَبِعْ ، لَمْ یَخَفْ اور اَمر کی مثال جیسے قُلْ ، بِعْ ، خَفْ ، اسی طرح اگر فعل اَجوف کے ساتھ

ضمیر مرفوع متحرک متصل ہو تو اس کا عین کلمہ حذف کر دیں گے، خواہ ماضی ہو یا مضارع جیسے قُمْتُ، بِعْنَا، خِفْتُمْ، یَقُمْنَ، یَبِعْنَ، خِفْنَ، البتہ فعل ماضی میں اس کے حرف اوّل کو ضمہ یا کسرہ کی حرکت دیں گے، ضمہ واؤ کے محذوف ہونے پر دلالت کرے گا جیساکہ قُمْتُ اور قُلْتُ میں اور کسرہ یاء کے حذف پر جیسے بِعْتُ اور بِعْنَا میں۔

کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ یہ کسرہ بجائے حرف محذوف کے اس کی حرکت پر دلالت کرتا ہے جیسے خِفْتُ میں اس کے خاء کا کسرہ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ اس میں حرف محذوف یعنی واؤ مکسور تھا۔

(۶) فعل ناقص کے لام کو جب وہ واؤ جمع یا یائے مخاطبہ کے ساتھ آئے تو حذف کر دیں گے اور اس کے عین کلمہ کو واؤ جمع کی مناسبت سے ضمہ دیں گے یا یائے مخاطبہ کی مناسبت سے کسرہ دیں گے جیسے رضوا، تدعِیْنَ لیکن جب حرف محذوف لام کلمہ الف ہو تو عین کلمہ کا فتحہ باقی رہے گا جیسے سَعیٰ سے سَعَوْا، اور تخشیٰ سے تخشَیْنَ۔

فعل ناقص کا لام کلمہ اگر الف ہو اور تائے تانیث ساکنہ کے ساتھ متصل ہو تو اس کو حذف کر دیں گے، جیسے رَمَتْ، سَعَتْ، رَمَتَا، سَعَتَا، اور اگر وہ، واؤ جمع یا یائے مخاطبہ کے ماسوا دوسرے ضمائر بارزہ کے ساتھ متصل ہو اور کلمہ کا تیسرا حرف واقع ہو رہا ہو تو لام کلمہ کو باقی رکھیں گے اور اس کو اپنی اصل کی طرف لوٹائیں گے، جیسے غَزَا سے غَزَوْتُ اور غَزَوَا، رَمیٰ سے رَمَیْتُ اور رَمَیَا کہ اس میں غَزَا کا الف واؤ کے بدلہ میں ہے اور

کلمہ کا تیسرا حرف ہے، اس لئے جب اس کی اسناد ضمیر مرفوع متحرک کی طرف ہوئی تو وہ اپنی اصل پر واپس آگیا، اسی طرح رَمَیٰ میں اس کے الف کو جو اصلاً یا تھا، ضمیر بارز کی طرف اِسناد کرنے کے وقت اصل کی طرف لوٹا دیا گیا۔

اور اگر فعل ناقص کا لام کلمہ واؤ جمع اور یائے مخاطبہ کے سوا دوسرے ضمائر بارزہ کے ساتھ متصل ہو لیکن وہ کلمہ میں چوتھا حرف یا پانچواں یا چھٹا حرف واقع ہو رہا ہو تو ہر حال میں اس کو یائے سے بدل دیں گے جیسے اَغْزَیْتُ، اِهْتَدَیَا، یُسْتَدْعَیْنَ۔

(۷) لفیف مفروق کا بھی اس کے تمام صیغوں میں وہی حکم ہے جو مثال اور ناقص کا ہے۔

(۸) لفیف مقرون کا حکم صرف ناقص کے حکم کی طرح اس کے تمام صیغوں میں ہے۔

تعلیل کے قواعد کا بیان

قاعدہ ۱: جو واؤ علامتِ مضارع مفتوحہ اور ایسے فعل کے عین کلمہ کے فتحہ یا کسرہ کے درمیان واقع ہو جس کا عین یا لام کلمہ، حرف حلقی ہو تو وہ ساقط ہو جاتا ہے جیسے یَعِدُ، یَهَبُ، یَسَعُ، کہ اصل میں یَوْعِدُ، یَوْهَبُ، یَوْسَعُ تھا۔

قاعدہ ۲: مثال واوی کا جو مصدر فَعْلٌ کے وزن پر آئے اس کے

فا کلمہ سے واؤ گر جاتا ہے اور اس کے عوض میں آخر میں تا لگا دی جاتی ہے جیسے وَعْدٌ سے عِدَةٌ، وَزْنٌ سے زِنَةٌ، وَسْعٌ سے سَعَةٌ۔

قاعدہ ۳ :۔ جو واؤ ساکن غیر مدغم ہو وہ کسرہ کے بعد یا سے بدل جاتا ہے جیسے مِیزَانٌ، مِیعَادٌ، اسی طرح یائے ساکنہ غیر مدغم ضمہ کے بعد واؤ سے بدل جاتی ہے جیسے مُوسِرٌ اور الف بعد ضمہ کے واؤ ہو جاتا ہے جیسے قوتل اور کسرہ کے بعد یائے سے بدل جاتا ہے جیسے محاریب۔

قاعدہ ۴ :۔ جو واؤ اور یائے اصلی افتعال کے فا کلمہ میں واقع ہوں تا سے بدل جاتے ہیں اور تا کو تا میں ادغام کر دیتے ہیں جیسے اتّقد، اتّسر کہ اصل میں اِوْتَقَدَ اور اِیْتَسَرَ تھا۔

قاعدہ ۵ :۔ جو واؤ مضموم یا مکسور شروع کلمہ میں واقع ہو، یا واؤ مضموم وسط کلمہ میں، اس کو ہمزہ سے بدلنا جائز ہے جیسے اُجُوْہٌ، اِشَاحٌ، اَدْؤُرٌ کہ اصل میں وُجُوْہٌ، وِشَاحٌ اور اَدْوُرٌ تھا۔

قاعدہ ۶ :۔ جب دو واؤ متحرک شروع کلمہ میں جمع ہوں تو پہلے کو ہمزہ سے بدلنا واجب ہے جیسے اُوَاصل، اُوَیصل کہ اصل میں وواصل اور وویصل تھا، پہلا واصلۃ کی جمع ہے، دوسرا واصل کی تصغیر ہے۔

قاعدہ ۷ :۔ جو واؤ اور یا متحرک فتحہ کے بعد واقع ہو اس کو الف سے بدل دیتے ہیں جیسے قَالَ، بَاعَ کہ اصل میں قَوَلَ اور بَیَعَ تھا لیکن اس قاعدہ کو منطبق کرنے کے لیے نو شرطیں ہیں :۔

(۱) وہ واؤ اور یا فا کلمہ نہ ہو جیسے وَعَدَ، تَوَفّٰی، تَیَسَّرَ۔

(۲) لفیف کا عین کلمہ نہ ہو جیسے طوَی، حیِیَ۔

(۳) الف تثنیہ سے پہلے نہ ہو جیسے دَعَوَا، رَمَیَا۔

(۴) مدّہ زائدہ سے پہلے نہ ہو جیسے طَوِیْلٌ، غَیُوْرٌ، غَیَابَةٌ۔

(۵) یائے مشدّدہ اور نون تاکید سے پہلے نہ ہو جیسے عَلَوِیٌّ، اِخْشَیَنَّ۔

(۶) ایسے فعل کا عین کلمہ نہ ہو جو رنگ و عیب کے معنی پر دلالت کرتا ہے جیسے عَوِدَ، صَیِدَ یا ایسے فعل کا عین کلمہ نہ ہو جس کی صفت اَفعل کے وزن پر آتی ہو جیسے هَیِفَ، غَیِدَ کہ اس کی صفت اَهْیَفُ اور اَغْیَدُ آتی ہے۔

(۷) ایسے فعل کے مصدر کا عین کلمہ نہ ہو جس کی صفت کا صیغہ اَفْعَلُ کے وزن پر آتا ہو جیسے هَیَفٌ، غَیَدٌ۔

(۸) ایسے لفظ میں نہ ہو جو فَعَلان یا فَعَلیٰ یا فَعَلَة کے وزن پر آتا ہو جیسے دَوَران، سَیَلان، صَوَریٰ، حَیَدیٰ، حَوَکَةٌ۔

(۹) واؤ اس افتعال کا عین کلمہ نہ ہو جو مشارکت کے معنی پر دلالت کرتا ہو جیسے اِجْتَوَرَ بمعنی تجاور، اور اشتور بمعنی تَشَاوَرَ، مشارکت کی شرط صرف واؤ کے لئے ہے، اس لئے اگر یا افتعال کے عین کلمہ میں ہو تو مطلقًا وہ الف سے بدل جائے گی، جیسے استافوا کہ اصل میں استیفوا تھا۔

قاعدہ ۸ :- جو واؤ اور یا ساکن کے بعد واقع ہو، اس کی حرکت نقل کر کے ماقبل کو دیں گے جیسے یَقُوْلُ، یَبِیْعُ اگر وہ حرکت فتحہ کی ہو تو اس واؤ اور یا کو اس کی حرکت نقل کر کے ماقبل کو دینے کے بعد قاعدہ نمبر ۷ کی وجہ سے

الف سے بدل دیں گے جیسے یُقَالُ، یُبَاعُ

قاعدہ ۹ : ماضی مجہول کے عین کلمہ میں واؤ اور یاء مکسور واقع ہو تو فا کلمہ کی حرکت سلب کر کے واؤ اور یاء کی حرکت اس کی طرف منتقل کر دیں گے اور واؤ ساکن ماقبل مکسور کو یائے ساکنہ سے بدل دیں گے، جیسے قِیْلَ ، بِیْعَ، اُخْتِیْرَ، اُنْقِیْدَ۔

قاعدہ ۱۰ : فعل کے لام کلمہ میں واؤ اور یا اگر ضمہ یا کسرہ کے بعد واقع ہو تو اسے ساکن کر دیں گے جیسے یَدْعُوْ، یَرْمِیْ اور اگر فتحہ کے بعد ہو تو الف سے بدل دیں گے جیسے یَخْشٰی، یَرْضٰی اور اگر یہ واؤ ضمہ کے بعد ہو اور اس کے بعد دوسرا واؤ ساکن ہو اسی طرح یا کسرہ کے بعد ہو اور اس کے بعد واؤ ساکن ہو تو واؤ اوّل اور یائے اول کو بھی ساکن کر دیں گے اور اجتماع ساکنین کی وجہ سے واؤ اوّل اور یائے اوّل کو گرا دیں گے جیسے یَدْعُوْنَ، یَرْمُوْنَ کہ اصل میں یَدْعُوُوْنَ اور یَرْمِیُوْنَ تھا۔

قاعدہ ۱۱ : جب واؤ طرف کلمہ میں کسرہ کے بعد واقع ہو تو وہ یا سے بدل جاتا ہے جیسے دُعِیَ، دُعِیَا، دَاعِیَانِ، دَاعِیَۃٌ۔

قاعدہ ۱۲ : جو یاء طرف کلمہ میں ضمہ کے بعد واقع ہو تو وہ واؤ سے بدل جاتی ہے جیسے نَھُوَ کہ اصل میں نَھُیَ تھا۔

قاعدہ ۱۳ : مصدر کے عین کلمہ کا واؤ کسرہ کے بعد یا سے بدل جاتا ہے بشرطیکہ اس کے فعل میں تعلیل ہوئی ہو جیسے قِیَامٌ، صِیَامٌ اسی طرح جمع کے عین کلمہ میں اگر واؤ کسرہ کے بعد واقع ہو تو یا سے بدل جاتا ہے بشرطیکہ واحد میں وہ ساکن رہا

ہو جیسے حِیَاضٌ یا اس میں تعلیل ہوئی ہو جیسے جِیَادٌ جیّد کی جمع ہے جو اصل میں جَیُوْدٌ تھا)

قاعدہ ۱۴ : جب واؤ اور یار دونوں ایک کلمہ میں جمع ہوں اور ان میں اول ساکن ہو تو واؤ کو بھی یائے سے بدل کر یا کو یا میں ادغام کر دیں گے، اور اگر ما قبل ضمہ ہو تو اس کو کسرہ سے بدل دیں گے جیسے سَیِّدٌ ، مَرْمِیٌّ ، مُضِیٌّ کہ اصل میں سَیْوِدٌ، مَرْمُوْیٌ، مُضُوْیٌ تھے۔

قاعدہ ۱۵ : فُعُوْلٌ کے آخر میں اگر دو واؤ جمع ہو جائیں تو دونوں کو یا سے بدل دیں گے اور ایک کو دوسرے میں ادغام کر دیں گے اور ما قبل کے ضمہ کو کسرہ سے بدل دیں گے، فا کلمہ کو بھی مکسور کرنا جائز ہے جیسے دُلِیٌّ کہ اصل میں دُلُوْوٌ تھا۔

قاعدہ ۱۶ : جو واؤ اسم کے لام کلمہ میں ضمہ کے بعد ہو، اس کو ما قبل مکسور کر کے یا سے بدل کر ساکن کر دیں گے اور یا کو اجتماع ساکنین کی وجہ سے جو یا ساکنہ اور تنوین کے درمیان ہو گا حذف کر دیں گے، جیسے اَدْلٍ کہ اصل میں اَدْلُوٌ تھا اور تَعَلٍّ اور تَعَالٍ کہ اصل تَعَلُّوٌ اور تَعَالُوٌ تھا، اسی طرح اگر یا کسرہ کے بعد ہو تو اس کو ساکن کر دیں گے، اور یا کو اجتماع ساکنین کی وجہ سے گرا دیں گے جیسے اَظْبٍ کہ اصل میں اَظْبِیٌّ تھا

قاعدہ ۱۷ : جو واؤ اور یا اور الف زائدہ الف مفاعل کے بعد واقع ہو ہمزہ سے بدل دیں گے جیسے عَجَائِزُ کہ اصل میں عَجَاوِزُ تھا، شَرَائِفُ کہ اصل میں شَرَایِفُ تھا، اور رَسَائِلُ کہ اس میں بھی الف کے بعد الف زائد تھا جو

ہمزہ سے بدل دیا گیا، البتہ مَصَائِبُ میں یا کو ہمزہ سے بدلنا خلاف قیاس ہے اس لئے کہ مَصَایِبُ کی یاء اصلی ہے۔

قاعدہ ۱۸ : جو واؤ اور یا کہ فَاعِلٌ کے عین کلمہ میں ہو ہمزہ سے بدل دینگے بشرطیکہ اس کے فعل کے عین کلمہ میں تعلیل ہوئی ہو جیسے قَائِلٌ، بَائِعٌ کہ اصل میں قَاوِلٌ اور بَایِعٌ تھا۔

قاعدہ ۱۹ : جو واؤ اور یاء کہ طرف میں الف زائدہ کے بعد واقع ہو اس کو ہمزہ سے بدل دیتے ہیں جیسے دُعَاءٌ، رَدَاءٌ کہ اصل میں دُعَاوٌ اور رَدَایٌ تھا اسی طرح اَسْمَاءٌ کہ اصل میں اَسْمَاوٌ تھا اور اِحْیَاءٌ کہ اصل میں اِحْیَایٌ تھا۔

قاعدہ ۲۰ : جو واؤ کہ کلمہ کی چوتھی جگہ یا اس کے بعد واقع ہو اور ضمہ اور واؤ ساکن کے بعد نہ ہو تو اسے یا سے بدل دیتے ہیں جیسے یُدْعَیَانِ، اَعْلَیْتُ، اِسْتَعْلَیْتُ کہ اصل میں یُدْعَوَانِ، اَعْلَوْتُ، اِسْتَعْلَوْتُ تھے۔

قاعدہ ۲۱ : جو الف ضمہ کے بعد واقع ہو وہ واؤ سے بدل جاتا ہے جیسے ضُوْرِبَ، قُوْتِلَ، ضُوَیْرِبٌ اور اگر کسرہ کے بعد ہو تو یاء سے بدل جاتا ہے جیسے مَحَارِیْبُ۔

قاعدہ ۲۲ : جو الف زائدہ الف تثنیہ اور الف جمع مؤنث سالم سے پہلے واقع ہو، وہ یاء سے بدل جاتا ہے جیسے حُبْلَیَانِ، حُبْلَیَاتٌ۔

قاعدہ ۲۳ : جو واؤ فُعْلُوْلَۃٌ مصدر کے عین کلمہ میں واقع ہو اسے یا سے بدل دیں گے جیسے کَیْنُوْنَۃٌ کہ اصل میں کَوْنُوْنَۃٌ تھا۔

قاعدہ ۲۴ : اَفَاعِلُ، مَفَاعِلُ اور اس کے مشابہ اوزان کے اندر جو

یالام کلمہ میں واقع ہو وہ معرف باللام اور مضاف ہونے کے وقت حالت رفع وجر میں ساکن ہوجاتی ہے جیسے هٰذِهِ الْجَوَارِیْ، وَجَوَارِیْكُمْ۔

اگر معرف باللام اور مضاف نہ ہو تو یا کو حذف کردیں گے اور عین کلمہ کو منوّن کردیں گے جیسے هٰذِهٖ جَوَارٍ، ومررت بجوارٍ لیکن نصب کی حالت میں ہمیشہ مفتوح ہوگی، خواہ معرّف باللام اور مضاف ہو یا نہ ہو، جیسے رَأَیْتُ الْجَوَارِیَ، وَجَوَارِیَ۔

قاعدہ ۲۵: فعلی بالضم کے لام میں جو واؤ واقع ہو وہ اسم جامد میں یا ر سے بدل دیا جائے گا اور صفت کے صیغہ میں اپنی حالت پر برقرار رہے گا، اسم تفضیل اسم جامد کے حکم میں ہوگا جیسے دُنْیَا، عُلْیَا اور اگر فَعْلَیٰ بالفتح کے لام کلمہ میں یار ہو تو وہ واؤ سے بدل جائے گی جیسے تَقْوٰی۔

بابِ دُوم

اسم کے بیان میں

اسم جامد اور مشتق کا بیان

جمود و اشتقاق کے اعتبار سے اسم کی دو قسمیں ہیں۔

(۱) **جامد** : اُس اسم کو کہتے ہیں جو اپنے وجود کے لحاظ سے مستقل بالذات ہو اور کسی دوسرے لفظ سے نہ لیا گیا ہو جیسے رَجُلٌ اور عِلْمٌ۔

(۲) **مشتق** : اُس اسم کو کہتے ہیں جو دوسرے لفظ سے اخذ کیا گیا ہو جیسے عَالِمٌ مَعْلُوْمٌ، یہ دونوں لفظ عِلْمٌ سے ماخوذ ہیں۔

اسم جامد یا تو ذات پر دلالت کرے گا جیسے اِنْسَانٌ، اَسَدٌ وغیرہ یا اسم معنی پر دلالت کرے گا، جیسے فَهْمٌ سے فَهِمَ، يَفْهَمُ، فَاهِمٌ، مَفْهُوْمٌ اور بہت سے صیغے مشتق ہوتے ہیں۔

اشتقاق کا مطلب یہ ہے کہ ایک لفظ کو دوسرے لفظ سے اس طرح لیا جائے کہ ان دونوں کے معنی میں تناسب باقی رہے اور لفظ میں تبدیلی ہو جائے، جس لفظ کو اخذ کیا جائے اس کو مشتق، اور جس سے اخذ کیا جائے اس کو مشتق منہ کہتے ہیں۔ اور ہر وزن کا ایک مصدر رہے۔

اسم ذات سے اشتقاق بہت شاذ و نادر ہوتا ہے جیسے وَرَقٌ سے اَوْرَقَ الشَّجَرُ اور سَبُعٌ سے اَسْبَعَتِ الْاَرْضُ وغیرہ۔

تمام مشتقات کی اصل بصریوں کے نزدیک مصدر ہے اور یہی قول معتبر ہے کوفیین فعل کو مشتقات کی اصل قرار دیتے ہیں، ان کی دلیل یہ ہے کہ فعل چونکہ گردان میں پہلے آتا ہے اور مصدر بعد میں، اس لئے مقدم کو اصل قرار دینا زیادہ صحیح ہے۔

مصدر کا بیان

مصدر اس اسم کو کہتے ہیں جو حدث کے معنی پر دلالت کرے، یعنی جس میں معنائے مصدری پائے جاتے ہوں اور جو زمانہ سے خالی ہو، جیسے نَصْرٌ، اِکْرَامٌ وغیرہ، مصدر سے دس چیزیں مشتق ہوتی ہیں (۱) ماضی (۲) مضارع (۳) امر، ان تینوں کا بیان گزر چکا (۴) اسم فاعل (۵) اسم مفعول (۶) صفت مشبّہ، (۷) اسم تفضیل (۸) اسم زمان (۹) اسم مکان (۱۰) اسم آلہ۔

ان مشتقات کے ساتھ اسم منسوب اور اسم مُصغّر بھی ملحق ہے، آئندہ سطروں میں مشتقات کا بیان درج کیا جا رہا ہے، سب سے پہلے مصدر کی تفصیلات لکھی جا رہی ہیں۔

یہ بات پہلے معلوم ہو چکی ہے کہ فعل کے اوزان ثلاثی، رباعی، خماسی اور سداسی ہیں۔

فِعل ثلاثی مجرّد کے مصدر کے اوزان

فعل ثلاثی کے مصدر کے اوزان بہت سے ہیں، ان اوزان کی بنیاد سماعی ہے

لیکن ثلاثی میں کچھ افعال ایسے بھی ہیں جن کے معنی کے لحاظ سے ان کے مصدر کا قیاس کیا جاتا ہے، چنانچہ اغلب یہ ہے کہ :۔

(۱) اگر فعل ثلاثی پیشے کے معنی پر دلالت کرے تو اس کے مصدر کا قیاس ہے فِعَالَۃٌ جیسے زَرَعَ، یَزْرَعُ، زِرَاعَۃً، خَاطَ، یَخِیْطُ، خِیَاطَۃً، تَجَرَ، یَتْجِرُ، تِجَارَۃً۔

(۲) اور اگر وہ فعل امتناع کے معنی پر دلالت کرے تو اس کے مصدر کا قیاس (فِعَالٌ) ہے جیسے أَبیٰ یَأْبیٰ إِبَاءً۔ شَرَدَ یَشْرُدُ شِرَادًا۔ جَمَعَ یَجْمَعُ جِمَاحًا۔ نَفَرَ یَنْفُرُ نِفَارًا۔

(۳) اور جو فعلِ ثلاثی اضطراب و انتشار کے معنی پر دلالت کرے اس کے مصدر کا قیاس فَعَلَانٌ ہے، جیسے جَالَ یَجُوْلُ جَوَلَانًا۔ غَلیٰ یَغْلِیْ غَلَیَانًا۔ دَارَ یَدُوْرُ دَوَرَانًا۔

(۴) اگر کسی بیماری کے معنی پر دلالت کرے تو اس کے مصدر کا قیاس فُعَالٌ ہے جیسے صَدَعَ صُدَاعًا۔ زُکِمَ زُکَامًا۔ دَارَ، دُوَارًا۔ مَشیٰ بَطْنُہٗ مُشَاءً۔

(۵) اور جس فعل میں نقل و حرکت کے معنی پائے جائیں اس کے مصدر کا قیاس فَعِیْلٌ ہے جیسے رَحَلَ یَرْحَلُ رَحِیْلاً۔ ذَمَلَ یَذْمُلُ ذَمِیْلاً۔ رَسَمَ یَرْسُمُ رَسِیْمًا (ذمیل اونٹ کی نرم چال کو کہتے ہیں اور رسیم اونٹ کی جو چال زمین پر اثر انداز ہو اس کو کہتے ہیں)

(۶) جو فعل کسی آواز کے معنی پر دلالت کرے، اس کے مصدر کا قیاس (فُعَال

اور فَعِیلٌ) ہے جیسے صَرَخَ یَصْرُخُ صُرَاخًا۔ عَوَی یَعْوِیْ عُوَاءً اور جیسے زَأَرَ یَزْأَرُ زَئِیْرًا، صَہَلَ یَصْہَلُ صَہِیْلًا۔

(۷) اور جو فعل رنگ کے معنی پر دلالت کرے اس کے مصدر کا قیاس فُعْلَۃٌ ہے جیسے حَمُرَ یَحْمُرُ حُمْرَۃً۔ زَرُقَ یَزْرُقُ زُرْقَۃً۔ خَضُرَ یَخْضُرُ خُضْرَۃً۔

اگر مذکورہ بالا معانی میں سے کسی معنی پر دلالت نہ کرے تو اغلب یہ ہے کہ فَعُلَ یَفْعُلُ کا مصدر فُعُوْلَۃٌ یا فَعَالَۃٌ کے وزن پر ہوگا جیسے سَہُلَ یَسْہُلُ سُہُوْلَۃً۔ صَعُبَ یَصْعُبُ صُعُوْبَۃً۔ عَذُبَ یَعْذُبُ عُذُوْبَۃً۔ بَلُغَ یَبْلُغُ بَلَاغَۃً۔ فَصُحَ یَفْصُحُ فَصَاحَۃً۔ نَبُہَ یَنْبُہُ نَبَاہَۃً۔

اور فَعِلَ یَفْعَلُ لازم کا مصدر فَعَلٌ (بہ فتحتین) کے وزن پر ہوگا جیسے فَرِحَ یَفْرَحُ فَرَحًا۔ عَطِشَ یَعْطَشُ عَطَشًا۔ جَوِیَ یَجْوٰی جَوًی۔ شَلَّ یَشَلُّ شَلَلًا اور اگر متعدی ہو تو اس کا مصدر فَعْلٌ (بہ سکون العین) کے وزن پر ہوگا جیسے فَہِمَ یَفْہَمُ فَہْمًا۔ اَمِنَ یَاْمَنُ اَمْنًا اسی طرح فَعَلَ یَفْعِلُ اور فَعَلَ یَفْعُلُ جب متعدی ہوں تو ان کا مصدر بھی فَعْلٌ کے وزن پر آئے گا جیسے ضَرَبَ یَضْرِبُ ضَرْبًا۔ نَصَرَ یَنْصُرُ نَصْرًا رَدَّ یَرُدُّ رَدًّا۔

اور فَعَلَ یَفْعُلُ اور فَعَلَ یَفْعَلُ اور فَعَلَ یَفْعِلُ جب لازم ہوں اور معتل العین نہ ہوں تو ان کے مصدر کا وزن فُعُوْلٌ ہے جیسے قَعَدَ یَقْعُدُ قُعُوْدًا۔ نَہَضَ یَنْہَضُ نُہُوْضًا۔ جَلَسَ یَجْلِسُ جُلُوْسًا لیکن معتل العین

ہونے کی صورت میں مصدر کا وزن فَعْلٌ آتا ہے جیسے سَارَ یَسِیْرُ سَیْرًا۔ قَالَ یَقُوْلُ قَوْلًا۔ خَافَ یَخَافُ خَوْفًا۔ وغیرہ۔

فِعل ثلاثی مزید فیہ کے مصدر کے اَوزان

فعل ثلاثی مجرّد کے مصادر بُنیادی طور پر سماعی ہیں، قیاسی مصادر کا بیان اوپر گزر چکا، اب غیر ثلاثی افعال کے مصادر کے اَوزان بیان کئے جا رہے ہیں، یہ سب قیاسی اوزان ہیں اس لئے کہ ہر فعل غیر ثلاثی کا مصدر قیاسی وزن پر آتا ہے چنانچہ:

(۱) اَفْعَلَ کا مصدر قیاسی اِفْعَالٌ ہے جیسے اَکْرَمَ یُکْرِمُ اِکْرَامًا اگر یہ فعل معتل العین ہو تو اس کے مصدر میں بھی فعل ہی کی طرح تعلیل ہوگی جیسے اَقَامَ یُقِیْمُ اِقَامَۃً۔

(۲) فَعَّلَ کا مصدر قیاسی تَفْعِیْلٌ ہے جیسے قَدَّمَ یُقَدِّمُ تَقْدِیْمًا۔

(۳) فَاعَلَ کا مصدر قیاسی فِعَالٌ اور مُفَاعَلَۃٌ ہے جیسے قَاتَلَ، یُقَاتِلُ قِتَالًا و مُقَاتَلَۃً۔

(۴) فَعْلَلَ رباعی مجرّد کا مصدر قیاسی فَعْلَلَۃٌ ہے جیسے دَحْرَجَ یُدَحْرِجُ دَحْرَجَۃً اور اگر مضاعف ہو تو فَعْلَلَۃٌ اور فِعْلَالٌ دونوں وزنوں پر آتا ہے جیسے وَسْوَسَ یُوَسْوِسُ وَسْوَسَۃً اور وِسْوَاسًا، زَلْزَلَ یُزَلْزِلُ زَلْزَلَۃً وَزِلْزَالًا ۔ وِسْوَاسٌ اگر بہ فتح الواو آئے تو وہ اسم فاعل مُوَسْوِسٌ کے معنی میں ہوگا، جیسے اللہ تعالیٰ کا قول مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ۔

اگر فعل ثلاثی مزید خماسی ہو یا سداسی ہو تو اس کا مصدر اس کے فعل ماضی

کے صیغۂ واحد غائب کے وزن پر آئے گا، اس طرح پر کہ اس کے تیسرے حرف کو مکسور کر دیں گے اور ما قبل آخر میں ایک الف بڑھا دیں گے، اگر اس کے شروع میں ہمزۂ وصل ہو، جیسے اِنْطَلَقَ اِنْطِلَاقًا۔ اِجْتَنَبَ اِجْتِنَابًا۔ اِسْتَنْصَرَ اِسْتِنْصَارًا اور اگر اس کے شروع میں تاء زائدہ ہو تو ما قبل آخر میں الف بڑھانے کی ضرورت نہیں بلکہ اس کو صرف مضموم کر دیں گے، جیسے تَقَدَّمَ تَقَدُّمًا، تَقَاتَلَ تَقَاتُلًا، تَدَحْرَجَ تَدَحْرُجًا۔

ضروری تنبیہ :-

جن افعال کے مصادر قیاسی کا ذکر اوپر گزرا، اگر وہ باب اِفعال یا اِستفعال سے ہوں اور ان کے عین کلمہ میں الف ہو تو مصدر میں الف افعال اور استفعال کو حذف کر دیں گے اور اس کے عوض میں ایک تاء آخر میں بڑھا دیں گے جیسے اَقَامَ اِقَامَۃً کہ اصل میں اِقْوَامًا تھا، الف مصدر کو حذف کر کے اس کے عوض میں آخر میں تاء بڑھا دی گئی، اسی طرح اِسْتَقَامَ اِسْتِقَامَۃً۔

یہ بات پیشِ نظر رہنی چاہیے کہ اِقَامَۃٌ اور اِسْتِقَامَۃٌ میں اب جو الف موجود ہے وہ مصدر کا الف نہیں ہے بلکہ عین کلمہ ہے جو الف سے تبدیل ہو گیا ہے اس کا قاعدہ تعلیلات کے بیان میں گزر چکا۔

اور اگر باب تَفْعِیْل سے آئے اور اس کے فعل کا لام کلمہ الف ہو تو مصدر میں یائے تفعیل کو حذف کر دیں گے اور اس کے عوض میں تاء بڑھا دیں گے جیسے زَکّٰی تَزْکِیَۃً۔

اور اگر باب تَفَعُّل یا تَفَاعُل سے آئے اور اس کے فعل کے لام کلمہ میں الف ہو تو اس کے مصدر میں الف کو یا سے بدل دیں گے اور اس کے ماقبل کو مکسور کر دیں گے، جیسے تَاَنّیٰ تَاَنِّیًا، تَصَدّیٰ تَصَدِّیًا، تَغَاضیٰ تَغَاضِیًا، تَنَاسیٰ تَنَاسِیًا۔

اس کے ماسوا تمام افعال غیر ثلاثی جن کے فعل کے لام کلمہ میں الف ہو، ان کے مصدر میں وہ الف ہمزہ سے بدل جائے گا، اس لئے کہ دو الف کا جمع ہونا لازم آئے گا، جیسے أَلْقیٰ سے اِلْقَاءً کہ اس میں ہمزہ جو آخری حرف ہے وہ فعل کا لام کلمہ ہے اور الف کے عوض میں ہے اور اس ہمزہ سے پہلے جو الف ہے وہ الف افعال ہے، اسی طرح وَالیٰ وِلَاءً، اِنْطَویٰ اِنْطِوَاءً، اِفْتَدیٰ اِفْتِدَاءً، اِرْعَویٰ اِرْعِوَاءً، اِسْتَولیٰ اِسْتِیلَاءً، اِحْلَولیٰ اِحْلِیلَاءً وغیرہ۔

مصدر کی ایک قسم اور ہے جس کے شروع میں میم زائدہ ہوتی ہے اس کو مصدر میمی کہتے ہیں، مصدر میمی ثلاثی سے مَفْعَلٌ بہ فتح العین کے وزن پر آتا ہے جیسے مَنْظَرٌ، مَضْرَبٌ، مَرْمًی، مَوْفًی۔ اگر مثال ہو جس کا لام کلمہ حرف صحیح ہو اور فا کلمہ معتل ہو تو مَفْعِل بکسر العین کے وزن پر آئے گا، جیسے مَوْعِدٌ، مَوْضِعٌ، مَوْقِعٌ۔ غیر ثلاثی سے یہ مصدر اپنے اسم مفعول کے وزن پر آتا ہے، جیسے مُتَقَدَّمٌ، مُتَاَخَّرٌ، مُتَقَاتَلٌ وغیرہ۔ ہیئت کے معنی پر دلالت کرنے کے لئے فعل ثلاثی سے مصدر فِعْلَۃٌ بکسر العین کے وزن پر آتا ہے جیسے جِلْسَۃٌ، اِکْلَۃٌ۔

مرّۃ کے معنی پر دلالت کرنے کے لئے فعل ثلاثی سے مصدر فَعْلَۃٌ بہ فتح العین کے وزن پر آتا ہے جیسے ضَرْبَۃً، اَکْلَۃً، جَلْسَۃً، غیر ثلاثی سے

یہ مصدر اس طرح لائیں گے کہ اس کے اصل مصدر کے آخر میں تا بڑھا دیں گے جیسے اِنْطِلَاقٌ سے اِنْطِلَاقَۃٌ، اِسْتِخْرَاجٌ سے اِسْتِخْرَاجَۃٌ۔

لیکن اگر کسی فعل کا مصدر خود فَعْلَۃٌ کے وزن پر ہو یا اس کے مشابہ ہو تو مَرّۃ کے معنی پیدا کرنے کے لئے اس کی صفت وَاحِدَۃٌ لائیں گے جیسے دَعْوَۃٌ وَاحِدَۃٌ اسی طرح اگر فِعْلَۃٌ کے وزن پر ہو تو ہیئت کے معنی پیدا کرنے کیلئے اس کی کوئی مناسب حال صفت لائیں گے جیسے نِشْدَۃٌ بَالِغَۃٌ۔

اہل صَرف کے نزدیک مصدر کی ایک اور قسم بھی ہے جس کو مصدر صناعی کہتے ہیں، جو کسی لفظ کے آخر میں یا مشدّدہ اور تا بڑھا دینے سے بنتا ہے، جیسے اِنْسَان سے اِنْسَانِیَۃ، نَوْع سے نَوْعِیَّۃ، حُرّ سے حُرِّیَّۃ، وَطَن سے وَطَنِیَّۃٌ وغیرہ۔

اسم مصدر:۔

اس اسم کو کہتے ہیں جو مصدر کے معنی پر دلالت کرے لیکن اس کے حروف اس کے فعل کے حروف سے کم ہوں جیسے عَطَاءٌ، عَوْنٌ، صَلَاۃٌ، سَلَامٌ کہ ان میں بالترتیب ہمزہ، الف، اور اخیر کے دونوں مصدروں میں لام ثانی کم ہے۔ اس لئے کہ عطاء کا فعل أَعْطَى يُعْطِي، عَوْنٌ کا فعل عَاوَنَ يُعَاوِنُ اور صَلَاۃٌ کا فعل صَلَّى يُصَلِّي اور سَلَامٌ کا فعل سَلَّمَ، يُسَلِّمُ ہے۔

تَفْعَال کے وزن پر جتنے مصدر آتے ہیں، وہ سب بہ فتح التاء ہوتے ہیں صرف تِبْيَانٌ اور تِلْقَاءٌ بکسر التاء آتے ہیں، بعض لوگوں نے تِنْضَالٌ کو بھی بکسر التاء پڑھا ہے لیکن بعض دوسرے اہل صَرف کا یہ کہنا ہے کہ تِنْضَالٌ

اسم ہے اور مصدر تَنَضُّل تا کے فتحہ کے ساتھ ہے۔

اسمائے مشتقہ کا بیان

اسم مشتق کی سات قسمیں ہیں :-

(۱) اسم فاعل (۲) اسم مفعول (۳) صفت مشبّہ (۴) اسم تفضیل (۵) اسم زمان (۶) اسم مکان (۷) اسم آلہ۔

(۱) اسم فاعِل

اسم فاعل فعل معروف کے مصدر سے بنتا ہے اور اس ذات پر دلالت کرتا ہے جس سے فعل صادر ہو، یا اس سے فعل کا تعلق ہو، یہ فعل ثلاثی سے فاعل کے وزن پر آتا ہے جیسے ظَافِرٌ، نَاصِرٌ، ظَالِمٌ، مَادٌّ، وَاقٍ، طَارٍ۔ اگر فعل ماضی کے عین کلمہ میں الف ہو تو اسم فاعل میں وہ الف ہمزہ سے بدل جائے گا جیسے قَائِلٌ، بَائِعٌ، قَائِمٌ وغیرہ اور غیر ثلاثی سے فعل مضارع کے وزن پر آتا ہے اس طرح پر کہ حرف مضارع کو میم مضموم سے بدل دیتے ہیں اور ماقبل آخر اگر مکسور نہ ہو تو کسرہ دیتے ہیں جیسے مُدَحْرِجٌ، مُکْرِمٌ، مُتَقَدِّمٌ، مُنْطَلِقٌ، مُسْتَخْرِجٌ لیکن باب اِفعال سے آنے والے تین فعل ایسے آتے ہیں جن کا ماقبل آخر مفتوح ہوتا ہے اور خلاف قیاس ہے، وہ افعال یہ ہیں۔ اَسْھَبَ، فھو مُسْھَبٌ، اَحْصَنَ فھو مُحْصَنٌ، اَلْفَجَ[1] فھو مُلْفَجٌ۔ بعض افعال اسی باب سے آنے والے ایسے بھی ہیں جن کا اسم فاعِل فَاعِلٌ کے وزن پر آتا ہے جیسے

---

[1] اَلْفَجَ مفلس ہوا

اَعْشَبَ فھو عَاشِبٌ، اَیْفَعَ فھو یَافِعٌ، اَمْلَحَ فھو مَالِحٌ، اَمْحَلَ فھو مَاحِلٌ۔

مبالغہ کے اوزان:۔

فعل ثلاثی متعدی کے اسم فاعل کو کبھی کبھی اس میں مبالغہ کے معنی پیدا کرنے کے لئے مندرجہ ذیل اوزان کی طرف منتقل کر دیتے ہیں اصطلاح میں ان کو مبالغہ کے صیغے کہتے ہیں، اس کے مشہور اوزان پندرہ ہیں اور سب سماعی ہیں۔

(۱) فَعَّالٌ جیسے نَصَّارٌ، شَرَّابٌ
(۲) فَعَّالَۃٌ جیسے عَلَّامَۃٌ، فَہَّامَۃٌ
(۳) مِفْعَالٌ جیسے مِکْسَالٌ، مِنْحَارٌ
(۴) فِعِّیْلٌ جیسے سِکِّیْرٌ، صِدِّیْقٌ
(۵) مِفْعِیْلٌ جیسے مِسْکِیْنٌ، مِعْطِیْرٌ
(۶) فُعَلَۃٌ جیسے ھُمَزَۃٌ، ضُحَکَۃٌ
(۷) فَعِلٌ جیسے شَرِہٌ، حَذِرٌ
(۸) فَعِیْلٌ جیسے سَمِیْعٌ، رَحِیْمٌ
(۹) فَعُوْلٌ جیسے غَفُوْرٌ، وَدُوْدٌ
(۱۰) فَاعِلَۃٌ جیسے رَاوِیَۃٌ، دَاعِیَۃٌ
(۱۱) فُعُلٌ جیسے غُفُلٌ،
(۱۲) فَعُوْلَۃٌ جیسے فَرُوْقَۃٌ
(۱۳) مِفْعَلٌ جیسے مِحْرَبٌ

(۱۴) فَاعُولٌ جیسے فَارُوقٌ

(۱۵) فُعَّالٌ.... یا.. فُعَالٌ عین کی تشدید یا تخفیف کے ساتھ جیسے کُبَّارٌ یا کُبَارٌ

(۲) اسم مفعول

یہ فعل مجہول کے مصدر سے بنتا ہے اور اس چیز پر دلالت کرتا ہے جس پر فاعل کا فعل واقع ہو، یہ فعل ثلاثی سے مفعول کے وزن پر آتا ہے جیسے مَنْصُوْرٌ، مَوْعُوْدٌ، مَقُوْلٌ، مَبِیْعٌ، مَرْمِیٌّ، مَوْقِیٌّ، مَطْوِیٌّ۔ آخری پانچ صیغوں میں تعلیل ہوئی ہے جس کا قاعدہ تعلیلات کے بیان میں گزر چکا، یعنی عین کلمہ کی حرکت نقل کر کے ماقبل کو دی گئی اور مفعول کے واؤ کو اجتماع ساکنین کی وجہ سے حذف کر دیا گیا۔

غیر ثلاثی سے اس کے فعل مضارع کے وزن پر آتا ہے بایں طور کہ حرف مضارعہ کو میم مضموم سے بدل دیتے ہیں اور ماقبل آخر اگر مفتوح نہ ہو تو اس کو فتحہ دے دیتے ہیں جیسے مُدَحْرَجٌ، مُکَرَّمٌ، مُنْطَلَقٌ، مُتَقَدَّمٌ، مُسْتَخْرَجٌ وغیرہ۔

فعل غیر ثلاثی سے بعض صیغے ایسے ہیں جو اسم فاعل اور اسم مفعول دونوں میں یکساں آتے ہیں جیسے مُخْتَارٌ، مُشْتَاقٌ، مُعْتَدٌّ، مُنْصَبٌّ، مُحَابٌّ، مُتَحَابٌّ۔

مفعول کا صیغہ کبھی کبھی فَعِیْلٌ کے وزن آتا ہے جیسے جَرِیْحٌ بمعنی مَجْرُوْحٌ قَتِیْلٌ بمعنی مَقْتُوْلٌ۔

فعل لازم سے اسم مفعول بنانے کا طریقہ بھی وہی ہے جو فعل لازم سے فعل مجہول بنانے کا ہے۔

(۳) صفت مُشبّہ

یعنی وہ صفت جو اسم فاعل کے مشابہ ہو، اس میں اور اسم فاعل میں فرق یہ ہے کہ اسم فاعل میں صفت عارضی ہوتی ہے لیکن صفت مشبّہ میں صفت کے معنی دائمی ہوتے ہیں۔

یہ صفت فعل لازم کے مصدر سے بنتی ہے اور مندرجہ ذیل اوزان پر آتی ہے۔

(۱) اَفْعَلُ جس کا مؤنث فَعْلَاءُ آتا ہے جیسے اَحْمَرُ، حَمْرَاءُ۔

(۲) فَعْلَانُ جس کا مؤنث فَعْلٰی (الف مقصورہ کے ساتھ) آتا ہے جیسے عطشیٰ، عَطْشَانُ یہ دونوں صیغے باب فَرِحَ لازم کے ساتھ خاص ہیں۔

(۳) فَعَلٌ جیسے حَسَنٌ، بَطَلٌ۔

(۴) فُعُلٌ جیسے جُنُبٌ یہ صیغہ بہت ہی قلیل الوجود ہے۔

(۵) فُعَالٌ (بضم الفاء) جیسے رَجُلٌ شُجَاعٌ، مَاءٌ فُرَاتٌ

(۶) فَعَالٌ (بہ فتح الفاء) جیسے رَجُلٌ جَبَانٌ، اِمْرَأَۃٌ حَصَانٌ

یہ چار صیغے باب شَرُفَ کے ساتھ مخصوص ہیں۔

ان کے علاوہ چھ صیغے دونوں بابوں یعنی فَرِحَ اور شَرُفَ کے درمیان مشترک ہیں اور وہ یہ ہیں:-

(۱) فَعْلٌ (بالفتح والسکون) جیسے سَبْط، ضَخْم پہلا صیغہ باب فَرِحَ اور دوسرا باب شَرُفَ سے۔

(۲) فِعْلٌ (بالکسر والسکون) جیسے صِفْرٌ، مِلْحٌ اس میں بھی وہی ترتیب ہے

(۳) فُعْلٌ (بالضم والسکون) جیسے حُرٌّ، صُلْبٌ اس میں بھی وہی ترتیب ہے۔

(۴) فَعِلٌ (بالفتح والکسر) جیسے فَرِحٌ، نَجِسٌ " " " " " "

(۵) فَاعِلٌ جیسے صَاحِبٌ، طَاهِرٌ " " " " " "

(۶) فَعِيْلٌ جیسے بَخِيْلٌ كَرِيْمٌ " " " " " "

فعل غیر ثلاثی سے صفت مشبّہ کا اس کے اسم فاعل کے وزن پر آنا عام قاعدہ ہے جیسے مُعْتَدِلُ الْقَامَةِ، مُنْطَلِقُ اللِّسَانِ۔

(۴) اسم تفضیل

اسم تفضیل بھی مصدر سے بنتا ہے اور اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ دو چیزیں ایک ہی صفت میں شریک ہوتیں لیکن ان میں سے ایک چیز دوسری کے مقابل میں اس صفت کے اندر بڑھ گئی، جیسے زَيْدٌ أَكْرَمُ مِنْ عَمْرٍو اس میں زید اور عمرو دونوں صفت کرم میں شریک ہیں لیکن اس صفت میں زید عمرو سے بڑھ گیا۔

اسم تفضیل فعل ثلاثی سے أَفْعَلُ کے وزن پر آتا ہے، یہ اس کا قیاسی وزن ہے جیسے أَفْضَلُ، أَكْبَرُ، أَحْسَنُ، أَكْرَمُ، وغیرہ، اس کے کچھ صیغے بغیر ہمزہ کے بھی آتے ہیں جیسے خَيْرٌ، شَرٌّ، حَبٌّ بعض لوگوں نے کہا کہ ان صیغوں میں ہمزہ کثرت استعمال کی وجہ سے حذف ہوگیا ہے۔ اور یہ الفاظ اصل میں أَخْيَرُ، أَشَرُّ اور أَحَبُّ تھے۔

اسم تفضیل بنانے کے لئے سات شرطیں ہیں:۔

(۱) جس لفظ سے اسم تفضیل بنایا جائے وہ فعل ثلاثی ہو، چنانچہ فعل غیر ثلاثی سے اسم تفضیل نہیں آتا اور نہ ایسے لفظ سے جس کا فعل سرے سے آتا ہی نہ ہو۔

(۲) وہ فعل ثلاثی ایسا نہ ہو جس سے صفت مشبّہ کا صیغہ اَفْعَلُ کے وزن پر اور اس کا مؤنث فَعْلَاءُ کے وزن پر آتا ہو، جیسے اَحْمَرُ اور اَصْفَرُ، اَعْوَرُ وغیرہ۔ چنانچہ ان افعال سے اسم تفضیل نہیں آئے گا جو رنگ و عیب یا حُلیہ کے معنی پر دلالت کرتے ہیں۔

(۳) وہ فعل متصرف ہو جامد نہ ہو اس لئے بِئْسَ، عَسٰی، لَیْسَ وغیرہ سے اسم تفضیل نہیں آئے گا۔

(۴) وہ فعل مثبت ہو منفی نہ ہو، خواہ وہ لازم النفی ہو، جیسے ما عاج بالدواء[1] یا نفی اس پر عارضی ہو جیسے ما علم زید تو ایسے فعل سے اسم تفضیل نہیں آئے گا۔

(۵) اس فعل کا معنائے مصدری تفاوت، اور مفاضلت کو قبول کر سکے چنانچہ فَنِیَ، ماتَ، ھلَكَ وغیرہ سے اسم تفضیل نہیں آئے گا۔

(۶) وہ فعل تام ہو ناقص نہ ہو، اس لئے افعال ناقصہ سے اسم تفضیل نہیں آئے گا۔

(۷) وہ فعل معروف ہو مجہول نہ ہو، اگر صورۃً مجہول اور معنیً معروف ہو جب بھی اس سے اسم تفضیل نہیں آئے گا جیسے حُمَّ، سُلَّ، سُرَّ عُنِیَ وغیرہ۔

تنبیہ :- اہلِ عرب نے بعض ایسے الفاظ سے بھی اسم تفضیل استعمال کیا ہے

[1] علاج سے شفایاب نہیں ہوا۔

جن میں مذکورہ بالا شرائط میں سے کوئی ایک شرط یا کئی شرطیں مفقود ہیں اس لئے ان الفاظ پر قیاس کرنا صحیح نہیں۔ جیسے اَلعَوْدُ أَحْمَدُ اور حَاتِمٌ أَعْطیٰ مِنْ عَمْرٍو اور هٰذَا السِّفْرُ أَخْصَرُ مِنْ ذَالِكَ۔

لفظ اور معنی کے اعتبار سے اسم تفضیل کے حالات

اسم تفضیل کی لفظاً اور معنیً دونوں اعتبار سے تین تین حالتیں ہیں، چنانچہ لفظ کے اعتبار سے اس کی حالتیں مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱) الف، لام (ال) اور اضافت سے خالی ہو یعنی مفرد اور مذکر ہو، اس حالت میں "مِنْ" جارہ اس کے بعد لایا جائے گا جیسے زَيْدٌ أَكْرَمُ مِنْ عَمْرٍو کبھی کبھی مِنْ اور اس کے بعد والے لفظ کو حذف کر دیتے ہیں قرینہ پائے جانے کی وجہ سے جیسے وَالْآخِرَةُ خَيْرٌ وَّأَبْقٰى یعنی مِنَ الدُّنْيَا۔

(۲) الف لام کے ساتھ آئے، ایسی صورت میں یہ ضروری ہے کہ وہ اپنے موصوف کے مطابق ہو اور اس کے ساتھ مِنْ جارّہ نہ لایا جائے جیسے مُحَمَّدٌ الْأَفْضَلُ، فَاطِمَةُ الْفُضْلٰى، اَلزَّيْدَانِ الْأَفْضَلَانِ، اَلزَّيْدُوْنَ الْأَفْضَلُوْنَ اَلْهِنْدَانِ الْفُضْلَيَانِ، اَلْهِنْدَاتُ الْفُضْلَيَاتُ۔

(۳) اضافت کے ساتھ آئے اس میں ذرا تفصیل ہے وہ یہ کہ:-

اگر نکرہ کی طرف مضاف ہو تو اس کا مفرد اور مذکر آنا لازم ہوگا تاکہ مضاف اور مضاف الیہ دونوں تنکیر میں برابر ہوں، البتہ مضاف الیہ کا مفضّل کے مطابق ہونا لازم ہوگا۔ مفرد، تثنیہ، جمع اور مذکر و مؤنث میں، اور اسم تفضیل ہر حال میں مفرد و مذکر ہوگا جیسے زَيْدٌ أَفْضَلُ رَجُلٍ، اَلزَّيْدَانِ أَفْضَلُ رَجُلَيْنِ

اَلزَّیْدُوْنَ اَفْضَلُ رِجَالٍ، فَاطِمَۃُ اَفْضَلُ امْرَاَۃٍ۔ فَاطِمَتَانِ اَفْضَلُ امْرَاَتَیْنِ
فَاطِمَاتُ اَفْضَلُ نِسْوَۃٍ۔

اللہ تعالیٰ کے قول "وَلَا تَکُوْنُوْا اَوَّلَ کَافِرٍ بِہٖ" میں باوجودیکہ اسم تفضیل نکرہ کی طرف مضاف ہے لیکن اس کے مضاف الیہ اور مفضّل میں مطابقت نہیں یعنی مفضّل جمع کا صیغہ ہے اور کَافِرٍ جو اسم تفضیل کا مضاف الیہ ہے، واحد ہے، اس کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ یہاں اَوَّلَ کا اصل مضاف الیہ محذوف ہے اور وہ ہے لفظ فریق جو جمع کے لئے آتا ہے اور کَافِرٍ اس کی صفت ہے۔

اور اگر اسم تفضیل معرفہ کی طرف مضاف ہو تو اس میں اور اسم تفضیل میں مطابقت اور عدم مطابقت دونوں جائز ہے۔ مطابقت کی مثال جیسے اللہ تعالیٰ کا قول وَکَذٰلِکَ جَعَلْنَا فِیْ کُلِّ قَرْیَۃٍ اَکَابِرَ مُجْرِمِیْھَا اور عدم مطابقت کی مثال جیسے اللہ تعالیٰ کا قول وَلَتَجِدَنَّ اَحْرَصَ النَّاسِ عَلٰی حَیَاۃٍ۔

معنی کے اعتبار سے اسم تفضیل کی تین حالتیں ہیں۔

(۱) دو چیزوں کا ایک صفت میں شریک ہونا اور ایک کا دوسرے کے مقابلہ میں اس صفت کے اندر بڑھ جانا، جیسے زَیْدٌ اَفْضَلُ مِنْ خَالِدٍ۔

(۲) دو چیزوں کا دو الگ الگ صفتوں کے ساتھ متّصف ہونا اور ایک کا اپنی صفت میں دوسری چیز کی صفت کے مقابل میں بڑھ جانا جیسے اَلْعَسَلُ اَحْلٰی مِنَ الْخَلِّ، اَلصَّیْفُ اَحَرُّ مِنَ الشِّتَاءِ۔ یعنی شہد اپنی شیرینی میں بڑھا ہوا ہے سرکہ کی ترشی سے، اور گرمی کا موسم اپنی حرارت میں بڑھا ہوا ہے جاڑے کی سردی سے۔

(۳) اسم تفضیل بول کر موصوف کے لئے صرف صفت کا اثبات مراد لینا، اور تفضیل کے معنی سے قطع نظر کرنا، جیسے زید الافضل، زَینبُ الفُضلٰی الرِّجالُ الاَفضَلُونَ' زَیدُ الفاضِلُ۔ زینبُ الفَاضِلَۃُ اورالرجالُ الفَاضِلُونَ کے معنی ہیں۔

صیغۂ تعجّب

اصطلاحِ صَرف میں تعجّب کے صرف دو صیغے ہیں مَا اَفعَلَہٗ اور اَفعِلْ بِہٖ صیغۂ تعجّب بنانے کے لئے بھی بعینہٖ وہی شرطیں مطلوب ہوتی ہیں جو اسم تفضیل بنانے کے لئے مطلوب ہوتی ہیں جن کی تفصیل اسم تفضیل کے بیان میں گزر چکی۔

تنبیہ :۔ جب اسم تفضیل یا صیغۂ تعجّب کسی ایسے فعل سے بنانا ہو، جس میں مذکورہ بالا تمام شرطیں نہ پائی جائیں تو اَشَدُّ یا اَعظَمُ یا اَکثَرُ وغیرہ اس فعل کے مصدر سے پہلے لائیں گے اور مصدر کو اس کی تمیز بنا دیں گے، جیسے زید اشَدُّ احتِراسًا من المعاصِی اور ما اشَدَّ احتِرَاسَہٗ، اَشْدِدْ باحتِرَاسِ زَیدٍ۔

اسم زمان ومکان

یہ دونوں اسم فعل کے مصدر سے مشتق ہوتے ہیں اور ثلاثی سے مَفعَلُ کے وزن یا مَفعِلُ کے وزن پر آتے ہیں۔

اسم زمان :۔ اُس اسم کو کہتے ہیں جو فعل کے واقع ہونے کے وقت پر دلالت کرے، اور:۔

اسم مکان :۔ اُس مشتق کا نام ہے جو فعل کے واقع ہونے کی جگہ پر دلالت

کرے، دونوں کی مثال مَفْتَحٌ ہوسکتی ہے۔

جس فعل مضارع کا عین کلمہ مضموم یا مفتوح ہو یا جو فعل ناقص ہو، خواہ اس کا عین کلمہ مضموم ہو یا مفتوح ہو یا مکسور، اس سے اسم زمان ومکان مَفْعَلٌ بہ فتح العین کے وزن پر آئے گا جیسے مَنْصَرٌ، مَذْهَبٌ، مَرْمِيٌ، مَسْعيً، مَقَامٌ، مَخَافٌ۔

اور جس فعل کے مضارع کا عین کلمہ مکسور ہو، یا وہ فعل مثال ہو، خواہ وہ مکسور العین ہو، یا مفتوح العین یا مضموم العین، بہ شرطیکہ وہ ناقص نہ ہو تو مَفْعِلٌ بکسر العین کے وزن پر آئے گا، جیسے مَجْلِسٌ، مَبِيْعٌ، مَوْعِدٌ، مَيْسِرٌ، مَوْجِلٌ۔

لیکن یہ دونوں اسم فعل غیر ثلاثی سے اس کے اسم مفعول کے وزن پر آئیں گے جیسے مُكَرَّمٌ، مُسْتَنْصَرٌ، مُسْتَعَانٌ۔

مَفْعَلَةٌ کا وزن کسی جگہ میں کسی چیز کی زیادتی پر دلالت کرنے کے لئے آتا ہے یہ وزن قیاسی ہے، جو اسم ثلاثی سے بنتا ہے خواہ مجرّد ہو یا مزید جیسے مَفْعَاةٌ مَسْبَعَةٌ، مأسَدَةٌ اس جگہ کو کہتے ہیں جہاں اژدہے، درندے اور شیر بہت زیادہ ہوں، اسم ثلاثی مزید سے یہ وزن بناتے وقت اس سے حرف زائد حذف کردیتے ہیں جیسے بطّیخ سے مَبطَخَۃٌ۔

اسم زمان ومکان کے کچھ الفاظ ایسے بھی آئے ہیں جو مَفْعِلٌ بکسر العین کے وزن پر آتے ہیں، حالاں کہ ان کا قیاسی وزن مَفْعَلٌ بہ فتح العین ہے جیسے مَسْجِدٌ، مَنْسِكٌ، مَنْبِتٌ، مَشْرِقٌ، مَغْرِبٌ وغیرہ۔

اسم آلہ

یہ ہمیشہ فعل ثلاثی متعدّی کے مصدر سے بنتا ہے اور کسی کام کے ذریعہ یا اس کے آلہ پر دلالت کرتا ہے، اسم آلہ کے کچھ صیغے فعل ثلاثی لازم سے بھی آتے ہیں جو خلاف قیاس ہیں جیسے مِصْفَاۃٌ، مِرْقَاۃٌ وغیرہ۔

اس کے تین اوزان ہیں:۔

(۱) مِفْعَلٌ جیسے مِبْرَدٌ، مِشْرَطٌ

(۲) مِفْعَالٌ جیسے مِفْتَاحٌ، مِضْرَابٌ

(۳) مِفْعَلَۃٌ جیسے مِکْنَسَۃٌ، مِقْرَعَۃٌ (کوڑا)

فعل ثلاثی معتل اللام کا اسم آلہ اکثر مِفْعَلَۃٌ کے وزن پر آتا ہے جیسے مِطْوَءَۃٌ مِشْوَءَۃٌ اسم آلہ کے کچھ صیغے خلاف قیاس آتے ہیں جیسے مُنْخُلٌ، مُدْھُنٌ، مُکْحُلَۃٌ، مُدُقٌ، مُشْطٌ، لیکن اسم آلہ غیر مشتق یعنی جامد کا کوئی متعین قاعدہ نہیں ہے اور وہ مختلف اوزان پر آتا ہے جیسے سِکِّیْنٌ، قَدُوْمٌ، فَأْسٌ وغیرہ۔

اسم مجرّد اور مزید کا بیان

اسم بھی فعل کی طرح مجرّد اور مزید ہوتا ہے، اسم مجرّد کی تین قسمیں ہیں ثلاثی، رباعی، خماسی۔ اسم ثلاثی مجرد کے متفق علیہ اوزان دس ہیں:۔

(۱) فَعْلٌ پہلے فتحہ پھر سکون جیسے سَھْلٌ، سَھْمٌ۔

(۲) فَعَلٌ فا کلمہ اور عین کلمہ دونوں مفتوح، جیسے قَمَرٌ، بَطَلٌ۔

(۳) فَعِلٌ پہلے فتحہ پھر کسرہ جیسے حَذِرٌ، کَتِفٌ۔

(۴) فَعُلٌ پہلے فتحہ پھر ضمہ جیسے عَضُدٌ، یَقُظٌ۔

(۵) فِعَلٌ پہلے کسرہ پھر فتحہ جیسے عِنَبٌ، زِیَمٌ (متفرق)

(۶) فِعِلٌ فا کلمہ اور عین کلمہ دونوں مکسور جیسے اِبِلٌ، بِلِزٌ (بہ معنی امرأۃ ضخمۃ)

(۷) فُعْلٌ پہلے ضمہ پھر سکون، جیسے قُفْلٌ، حُلْوٌ۔

(۸) فُعَلٌ پہلے ضمہ پھر فتحہ، جیسے صُرَدٌ، حُطَمٌ[1]۔

(۹) فُعُلٌ فا اور عین کلمہ دونوں مضموم جیسے عُنُقٌ، سُرُحٌ۔

(۱۰) فِعْلٌ پہلے کسرہ پھر سکون، جیسے حِمْلٌ، نِکْسٌ۔

عقلی تقسیم کا مقتضی یہ تھا کہ بارہ اوزان ہوں، اس لئے کہ لفظ کا فا کلمہ یا تو مفتوح ہوگا یا مضموم ہوگا یا مکسور ہوگا اور عین کلمہ ساکن ہوگا یا مفتوح ہوگا یا مضموم ہوگا یا مکسور ہوگا۔ اسطرح ۳ کو ۴ میں ضرب دینے سے بارہ وزن نکلتے ہیں لیکن دس اوزان مستعمل ہیں دو وزن یعنی فُعِلٌ بہ ضم الفاو کسر العین اور فِعُلٌ بکسر الفاء وضم العین کلام عرب میں غیر مستعمل ہیں اس لئے ان سے صرف نظر کر کے صرف دس ہی اوزان شمار کئے گئے۔

اسم رباعی مجرّد کے چھ اوزان ہیں:-

(۱) فَعْلَلٌ جیسے جَعْفَرٌ (۲) فُعْلُلٌ جیسے بُرْقُعٌ، بُرْثُنٌ، (۳) فِعْلِلٌ

---

[1] صُرَدٌ ایک پرندہ کا نام ہے حُطَمٌ کے معنی ظالم چرواہا (۲) جَعْفَرٌ چھوٹی نہر کو کہتے ہیں، قِرْمِزٌ ایک لال رنگ کا نام ہے طُحْلُب کے معنی کائی کے ہیں۔

جیسے زِبْرِجٌ ، قِرْمِزٌ (۴) فُعْلَلٌ جیسے طُحْلَبٌ (۵) فِعْلَلٌ جیسے دِرْهَمٌ
(۶) فِعَلٌّ جیسے قِمَطْرٌ[1]۔

اسم خماسی مجرّد کے چار اوزان ہیں :۔
(۱) فَعَلَّلٌ جیسے سَفَرْجَلٌ (۲) فُعَلِّلٌ جیسے قُذَعْمِلٌ (بہ معنی شیٔ قلیل)
(۳) فَعْلَلِلٌ جیسے جَحْمَرِشٌ (۴) فِعْلَلٌّ جیسے قِرْطَعْبٌ ، جِرْدَحْلٌ
(بہ معنی وادی)

اسم مزید فیہ کی چار قسمیں ہیں۔ رباعی، خماسی، سداسی، سباعی، جیسے شَمْأَلٌ ،
اِنْسَانٌ، غَضَنْفَرٌ، سَلْسَبِیْلٌ، خَنْدَرِیْسٌ، اِشْهِیْبَابٌ ۔

اسم مزید فیہ کی تمام قسموں کے بے شمار اوزان ہیں۔ سیبویہ نے ان کی تعداد
۳۰۸ بتائی ہے، بعض دوسرے صرفیوں نے تین سو اٹھاسی بتائی ہے ۔

کسی اسم کے مزید فیہ ہونے کا فیصلہ کرنے کے لئے یہ جاننا ضروری ہوگا کہ وہ زیادتی
اس کلمہ کے حروف اصلیہ میں سے کسی ایک یا ایک سے زائد حرف کو مکرّر لانے کی
وجہ سے ہوئی ہے یا حروف زیادت میں سے کسی ایک یا ایک سے زائد حرف
بڑھانے کی وجہ سے۔ حروف زیادت دس ہیں، جن کا مجموعہ ہے سَأَلْتُمُوْنِیْهَا۔

حروف اصلیہ میں تکرار کی وجہ سے مزید فیہ ہونے کی مثال جیسے جِلْبَابٌ
مُعَظَّمٌ، سَجَنْجَلٌ، عَقَنْقَلٌ وغیرہ۔

حروف زیادۃ کے بڑھانے کی وجہ سے مزید فیہ ہونے کی مثال جیسے اِکْرَامٌ

---

[1] قِمَطْرٌ (کتابوں کی الماری)

اِنۡطِلَاقٌ ، مُسۡتَغۡفِرٌ

اسم مقصور و منقوص اور اسم ممدود و صحیح کا بیان

اسم کی چار قسمیں ہیں، اسم مقصور، اسم منقوص، اسم ممدود اور اسم صحیح۔

اسم مقصور اُس اسم معرب کو کہتے ہیں جس کے آخر میں الف لازمہ ہو، جیسے هُدٰی، مُصۡطَفٰی یہ الف یا تو واو اور یا سے بدلا ہوا ہوگا جیسے فتیٰ کہ اصل میں فَتَیٌ تھا عصٰی کہ اصل میں عَصَوٌ تھا۔ یا یہ الف زائدہ ہوگا اور تانیث کے لئے ہوگا، جیسے حُبۡلٰی، عَطۡشٰی یا الف زائد الحاق کے لئے ہوگا جیسے اَرۡطٰی (ایک درخت کا نام)، ذِفۡرٰی (کان کے پیچھے کی اُبھری ہوئی ہڈی)، پہلا ملحق ہے جَعۡفَرٌ سے اور دوسرا دِرۡهَمٌ سے۔

اسم منقوص: اس اسم معرب کو کہتے ہیں جس کے آخر میں یار لازمہ ہو، اور اس کا ما قبل مکسور ہو، جیسے دَاعِیۡ، مُنَادِیۡ۔

اسم ممدود: اس اسم معرب کا نام ہے جس کے آخر میں ہمزہ ہو اور اس سے پہلے الف زائدہ ہو جیسے سَمَاءٌ، حَمۡرَاءُ اس کا ہمزہ یا تو اصلی ہوگا جیسے قُرَّاءٌ، وَضَّاءٌ یا واؤ اور یا کے عوض میں ہوگا جیسے سَمَاءٌ، بِنَاءٌ یا زائدہ ہوگا، تانیث کے لئے جیسے حَسۡنَاءُ، خَضۡرَاءُ یا زائدہ الحاق کے لئے ہوگا جیسے عِلۡبَاءٌ کہ قِرۡطَاسٌ سے ملحق ہے۔

اسم صحیح، وہ معرب ہے جس میں مقصور و منقوص اور ممدود کی علامتوں میں سے کوئی علامت نہ پائی جائے جیسے شَجَرٌ، کِتَابٌ۔

تنبیہ : ضرورت شعری میں اسم ممدود کو مقصور بنانا اور اسم مقصور کو ممدود کر دینا جائز ہے، جیسے شاعر کا قول :

لَا بُدَّ مِنْ صَنْعَا وَاِنْ طَالَ السَّفَر
وَاِنْ تَحَنّٰى كُلُّ عَوْدٍ وَدَبَر

اس میں ممدود صَنْعَاءُ کو مقصور پڑھا گیا اور دوسرے شاعر کا قول :

سَيُغْنِيْنِي الَّذِيْ اَغْنَاكَ عَنِّيْ
فَلَا فَقْرٌ يَدُوْمُ وَلَا غِنَاءُ

اس میں غِنیٰ مقصور کو ممدود استعمال کیا گیا ہے اس لئے کہ ممدود غَنَاءُ بہ فتح الغین آتا ہے۔

جب اسم مقصور پر تنوین لائی جائے تو اس کا الف حذف ہو جاتا ہے جیسے هٰذَا فَتًى اتَّبَعَ هُدًى وَلَمْ يَأْتِ بِأَذًى۔ اور جب اسم منقوص پر تنوین لائی جائے تو اس کی یا حالت رفع و جر میں حذف ہو جاتے گی اور حالت نصب میں باقی رہے گی جیسے هُوَ هَادٍ لِكُلِّ عَاصٍ، وَاِنْ كَانَ مُتَمَادِيًا۔

اِسم مُفرد، تثنیہ اور جمع کا بیان

مفرد و تثنیہ اور جمع کے اعتبار سے اسم کی بھی تین قسمیں ہیں۔

(۱) اسم مفرد، وہ ہے جو ایک پر دلالت کرے، جیسے زَيْدٌ، رَجُلٌ، كِتَابٌ۔

(۲) تثنیہ، وہ اسم ہے جو دو کے معنی پر دلالت کرے، اسم مفرد پر الف اور نون یا یا اور نون ماقبل مفتوح کا اضافہ کرنے کے بعد جیسے كِتَابَانِ،

كِتَابَيْنِ، زَيْدَانِ، زَيْدَيْنِ۔

(۳) جمع وہ اسم ہے جو دو سے زیادہ کے معنی پر دلالت کرے، اس کی تین قسمیں ہیں:۔

(۱) جمع مذکر سالم، یہ وہ جمع ہے جس کے اسم مفرد کے آخر میں واؤ اور نون ماقبل مضموم یا یاء اور نون ماقبل مکسور بڑھا دیا جائے جیسے مُؤْمِنٌ، مُؤْمِنُونَ، مُؤْمِنِيْنَ۔

(۲) جمع مؤنث سالم، وہ جمع ہے جس کے اسم مفرد کے آخر میں الف اور تاء کا اضافہ کر دیا جائے، جیسے زَيْنَبُ سے زَيْنَبَاتٌ، قَائِمَةٌ سے قَائِمَاتٌ۔

(۳) جمع تکسیر، اس جمع کو کہتے ہیں جس کے مفرد کی شکل جمع میں باقی نہ رہے، جیسے رَجُلٌ سے رِجَالٌ، غُلَامٌ سے غِلْمَانٌ وغیرہ۔

تثنیہ بنانے کا قاعدہ: اسم کے تثنیہ بنانے کا عام قاعدہ یہ ہے کہ اسم مفرد کے آخر میں بغیر کسی تبدیلی کے الف اور نون ماقبل مفتوح حالت رفع میں اور یا اور نون ماقبل مفتوح حالت نصب و جر میں بڑھا دیں گے جیسے رَجُلٌ سے رَجُلَانِ، رَجُلَيْنِ، اِمْرَأَةٌ سے اِمْرَأَتَانِ، اِمْرَأَتَيْنِ، ظَبْيٌ سے ظَبْيَانِ، ظَبْيَيْنِ، دَلْوٌ سے دَلْوَانِ اور دَلْوَيْنِ۔ لیکن اس عام قاعدہ سے اسم مقصور، اسم ممدود اور اسم منقوص مستثنیٰ ہیں، اس لئے کہ ان اسماء میں مزید تغیر و تبدل کی ضرورت پیش آئے گی۔ چنانچہ:۔

اسم مقصور کو تثنیہ بناتے وقت اس کے الف کو یا سے بدل دیں گے اگر وہ الف چوتھی جگہ یا اس کے بعد آئے جیسے دَعْوٰى سے دَعْوَيَانِ، مُصْطَفٰى سے مُصْطَفَيَانِ، مُسْتَشْفٰى سے مُسْتَشْفَيَانِ اور اگر الف تیسری جگہ میں واقع

ہوتو اس کو تثنیہ بناتے وقت اس کی اصل کی طرف لوٹا دیں گے جیسے فَتیٰ سے فَتَیَان ، عَصَا سے عَصَوَان۔

اسم ممدود کو تثنیہ بناتے وقت اس کے ہمزہ کو واؤ سے بدل دیں گے اگر وہ ہمزۂ تانیث ہو اور اگر ہمزۂ اصلی ہو تو اپنی حالت پر باقی رہے گا، اور ہمزۂ الحاق ہو یا حرف اصلی کے عوض میں ہو تو اس کو ہمزہ باقی رکھنا اور واؤ سے بدلنا دونوں جائز ہے، چنانچہ صَحْرَاء اور سَوْدَاء کا تثنیہ ہوگا صَحْرَاوَانِ ، سَوْدَاوَانِ اس لئے کہ ان دونوں میں ہمزہ تانیث کے لئے ہے اور قُرَّاء ، وَضَّاء کا تثنیہ قُرَّاءَانِ اور وَضَّاءَانِ ہوگا، اس کا ہمزہ اصلی ہونے کی وجہ سے تثنیہ میں بھی باقی رہے گا اور عِلْبَاء میں چوں کہ ہمزہ الحاق کے لئے اور کِسَاء میں واؤ کے عوض میں ہے اس لئے تثنیہ بناتے وقت اس کو باقی رکھنا اور واؤ سے بدلنا دونوں جائز ہے اور عِلْبَاءَان ، عِلْبَاوَان ، کِسَاءَان ، کِسَاوَان دونوں طریقے سے استعمال کر سکتے ہیں۔

اسم منقوص کے تثنیہ بنانے کا قاعدہ یہ ہے کہ اگر اس کی یا محذوف ہو تو تثنیہ بناتے وقت واپس آجائے گی جیسے ھَادٍ ، مُھْتَدٍ سے ھَادِیَانِ ، مُھْتَدِیَانِ۔

جمع مذکّر سالم بنانے کا قاعدہ :- جمع مذکر سالم بنانے کا عام قاعدہ یہ ہے کہ اس کے آخر میں بغیر کسی تبدیلی کے حالت رفع میں واؤ ما قبل مضموم اور نون بڑھا دیا جائے اور نصب و جر کی حالت میں یا ما قبل مسکور اور نون بڑھا دیا جائے جیسے زَیْد اور مُرْسَل سے زَیْدُوْنَ ، زَیْدِیْنَ ، مُرْسَلُوْنَ ، مُرْسَلِیْنَ۔

لیکن اسم منقوص اور مقصور اس عام قاعدہ سے مستثنیٰ ہیں ، چنانچہ منقوص کی جمع مذکر سالم بنانے کے لئے ضروری ہے کہ اس کی یا آخر کلمہ سے حذف کردی

جائے اور واؤ اور نون یا یا اور نون آخر میں بڑھا دیا جائے جیسے هَادِیْ سے هَادُوْنَ ، هَادِیْنَ ، دَاعِیْ سے دَاعُوْنَ ، دَاعِیْنَ ۔ اسم مقصور کی جمع مذکر سالم بنانے کے لئے ضروری ہے کہ اس کے الف کو آخر کلمہ سے حذف کر دیا جائے اور آخر میں واؤ ما قبل مفتوح اور نون حالت رفع میں اور یا ما قبل مفتوح اور نون حالت نصب و جر میں بڑھا دیا جائے جیسے مُصْطَفٰی سے مُصْطَفَوْنَ ، مُصْطَفَیْنَ اللہ تعالیٰ کا قول ہے لَمِنَ الْمُصْطَفَیْنَ الْاَخْیَارِ ، اَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ ۔

جمع مذکر سالم کے ساتھ اس کے اعراب میں مندرجہ ذیل الفاظ ملحق ہیں ان کو ملحق بہ جمع المذکر السالم کہتے ہیں وہ یہ ہیں اولو، عشرون سے تسعون تک بَنُوْن ، اَرَضُوْنَ ، سِنُوْنَ ، اَهْلُوْنَ ، وَابِلُوْن ، عَالِمُوْن ، عِلِّیُّوْنَ ۔

جمع مؤنث سالم بنانے کا قاعدہ : ۔ اسم کو جمع مؤنث سالم بنانے کا قاعدہ یہ ہے کہ اس کے اخیر میں بغیر کسی تبدیلی کے تا اور الف زائد بڑھا دیے جائیں، جیسے زَیْنَبُ سے زَیْنَبَاتٌ ۔

مندرجہ ذیل اسماء اس قاعدہ سے مستثنیٰ ہیں :۔

(الف) وہ اسم جس کے آخر میں تائے تانیث ہو اس کو جمع مؤنث سالم بناتے وقت اس کے آخر سے تائے تانیث حذف کر دیں گے، جیسے فاطمۃ سے فَاطِمَات ۔

(ب) اسم مقصور اور اسم ممدود کو جمع مؤنث سالم بنانے کے لئے ضروری ہے کہ اس میں وہی تبدیلیاں کی جائیں جو تثنیہ بناتے وقت اس میں کی جاتی ہیں، جس کا بیان تثنیہ بنانے کے قاعدہ میں گزر چکا ہے جیسے حُبْلٰی سے

حُبلَیَاتٌ اور ھُدَی، رِضَا جب مؤنث سالم کا علم ہوں ھُدَیَاتٌ، رِضَوَاتٌ، صَحْرَاءُ سے صَحْرَاوَاتٌ، عِلْبَاءُ (جب مؤنث کا علم ہو) عِلْبَاءَاتٌ اور عِلْبَاوَاتٌ۔

(ج) جو اسم دَعْدٌ، سَجْدَۃٌ کے مشابہ ہو اس کو جمع مؤنث سالم بناتے وقت اس کے عین کلمہ کو مفتوح کر دیں گے جیسے دَعَدَاتٌ، سَجَدَاتٌ۔
اس کا قاعدہ یہ ہے کہ وہ اسم ثلاثی صحیح العین ہو اور اس کا عین کلمہ ساکن اور فا کلمہ مفتوح ہو، چوں کہ یہ قاعدہ ضَخْمَۃٌ، زَیْنَبُ، جَوْزَۃٌ جیسے اسم میں نہیں پایا جاتا، اس لئے جمع مؤنث سالم بناتے وقت اس کے عین کلمہ کو مفتوح نہیں کریں گے اور خُطْوَۃٌ، ھِنْدٌ جیسے اسم میں عین کلمہ کو فتحہ نہیں دیا جائیگا بلکہ اس میں دو صورتیں جائز ہیں، ایک تو یہ کہ اس کے عین کلمہ کو جمع بناتے وقت فا کلمہ جیسی حرکت دے دی جائے یا اس کو ساکن کر دیا جائے، چنانچہ خُطْوَۃٌ میں خُطُوَاتٌ اور خُطْوَاتٌ، ھِنْدٌ میں ھِنِدَاتٌ اور ھِنْدَاتٌ دونوں جائز ہیں۔
جمع مؤنث سالم کا قاعدہ جن اسما میں جاری ہو سکتا ہے وہ مندرجہ ذیل ہیں:۔

(۱) مؤنث کا علم جیسے مَرْیَمُ، سُعَادُ، ھِنْدٌ، دَعْدٌ، زَیْنَبُ۔
(۲) جو اسم مختوم بتاء التانیث ہو جیسے فَائِقَۃٌ، صَفِیَّۃٌ، جَمِیْلَۃٌ۔
(۳) جس اسم کے آخر میں الف تانیث مقصورہ یا ممدودہ ہو جیسے حُبْلٰی اور صَحْرَاءُ۔[۱]

(حاشیہ صفحہ نمبر ۹۱ پر ملاحظ فرمائیں)

(۴) غیر عاقل کی تصغیر جیسے دُرَیْهَمٌ ، جُبَیْلٌ ، فُرَیْعٌ ، جُرَیْئٌ۔

(۵) غیر عاقل کی صفت جیسے شَامِخٌ جو جَبَلٌ کی صفت آتی ہے اور مَعْدُوْدٌ جو یوم کی صفت آتی ہے۔

(۶) وہ اسم خماسی جس کی جمع تکسیر نہ آتی ہو جیسے سُرَادِقٌ، حَمَّامٌ، اِصْطَبْلٌ، ان اسمار کے علاوہ جن کی جمع مؤنث سالم آتی ہے وہ سماعی ہیں، جیسے سَمَاوَاتٌ ، سِجِلَّاتٌ، اُمَّهَاتٌ وغیرہ۔

جمع مؤنث سالم کے ملحقات میں اُولَاتٌ ہے اور وہ عَلَم جو اس کے وزن پر ہو جیسے عَرَفَاتٌ۔

جمع تکسیر

یعنی وہ جمع جس میں اس کے مفرد کی صورت بدل جائے اس کی دو قسمیں ہیں جمع قلت، جمع کثرت، جمع قلت کے چار اوزان ہیں۔ یہ جمع تین سے دس تک کے لئے آتی ہے۔

(۱) اَفْعُلٌ اس وزن پر اُس اسم ثلاثی کی جمع آتی ہے جس کے فا اور عین کلمہ میں حرف علت نہ ہو اور نہ مضعف ہو جیسے اَکْلُبٌ ، اَظْبٍ ، اَدْلٍ ، کَلْبٌ

۱؎ اسم مختوم بالتاء اور مختوم بالف التانیث میں سے کچھ اسم اس قاعدہ سے مستثنیٰ ہیں جن کی جمع مؤنث سالم نہیں آتی جیسے اِمْرَأَةٌ، شَاةٌ، امۃ اور وہ فعلاء جو افعل کا مؤنث ہو جیسے حمراء اور وہ فعلی جو فعلان کا مؤنث ہو جیسے سکران۔

ظَبْیٌ، دَلْوٌ کی جمع، لیکن وَجْہٌ، کَفٌّ، ثَوْبٌ، عَیْنٌ، سَیْفٌ کی جمع کا اس وزن پر آنا خلاف قاعدہ ہے اس لئے کہ ان اسما میں فا اور عین کلمہ میں حرف علت ہے یا مضعف ہے۔

اور وہ اسم رباعی جو بغیر علامت تانیث کے مؤنث ہو، جس کے ما قبل آخر میں مدّہ ہو، جیسے ذِرَاعٌ، اور یَمِیْنٌ کی جمع اَذْرُعٌ، اَیْمُنٌ اسم رباعی مذکر کی جمع اس وزن پر آنا خلاف قیاس ہے جیسے مَکَانٌ کی جمع اَمْکُنٌ، شِھَابٌ کی جمع اَشْھُبٌ۔

(۲) اَفْعَالٌ جس اسم ثلاثی کی جمع اَفْعُلٌ کے وزن پر نہ آتی ہو اس کی جمع اس وزن پر آتی ہے، جیسے اَثْوَابٌ، اَسْیَافٌ، اَیْمَانٌ، اَحْمَالٌ، اَبْوَابٌ وغیرہ۔

(۳) اَفْعِلَۃٌ، ہر اسم رباعی مذکّر جس کے ما قبل آخر میں مد ہو، اس کی جمع اس وزن پر آتی ہے جیسے طَعَامٌ کی جمع اَطْعِمَۃٌ، رَغِیْفٌ کی جمع اَرْغِفَۃٌ، عَمُوْدٌ کی اَعْمِدَۃٌ اور جو اسم رباعی فِعَال کے وزن پر آئے اور مضعف اللام ہو یا معتل اللام ہو تو اس کی جمع بھی اسی وزن پر آتی ہے جیسے بَتَاتٌ کی جمع اَبِتَّۃٌ، زِمَامٌ کی جمع اَزِمَّۃٌ، قُبَاءٌ کی جمع اَقْبِیَۃٌ، کِسَاءٌ کی جمع اَکْسِیَۃٌ۔

(۴) فِعْلَۃٌ اس وزن پر آنے والی جمع کا کوئی خاص اسم متعین نہیں ہے، بلکہ زیادہ تر سماعی ہے، جیسے غُلَامٌ کی جمع غِلْمَۃٌ، صَبِیٌّ کی جمع صِبْیَۃٌ، فَتًی کی جمع فِتْیَۃٌ، شَیْخٌ کی شِیْخَۃٌ، ثَوْرٌ کی ثِیَرَۃٌ وغیرہ۔

جمع کثرت، جو دو سے زیادہ لا انتہا تک پر دلالت کرے، اس کے سولہ اوزان ہیں۔

(۱) فُعْلٌ، اس وزن پر عموماً اس اسم صفت کی جمع آتی ہے جو اَفْعَلُ کے وزن پر ہو اور جس کا مؤنث فَعْلَاءُ آتا ہو جیسے حُمْرٌ، اَحْمَرُ اور حَمْرَاءُ کی جمع۔
ایسے اسم کی جمع بھی اس وزن پر آتی ہے جو اَفْعَلُ کے وزن پر آتا ہو اور اس کا کوئی مؤنث نہ ہو جیسے اُدْرٌ یا جو فَعْلاء کے وزن پر آئے اور اس کا مذکر نہ آتا ہو جیسے، نَفْسَاء۔

(۲) فُعُلٌ اس وزن پر عموماً اس صفت کی جمع آتی ہے جو فَعُولٌ بہ فتح الفاء کے وزن پر ہو اور فاعل کے معنی میں ہو جیسے غَفُوْرٌ، صَبُوْرٌ کی جمع غُفُرٌ اور صُبُرٌ، اور اس اسم رباعی کی جمع بھی جو صحیح اللام ہو اور اس کے ما قبل آخر میں مد ہو خواہ مذکر ہو یا مؤنث جیسے قَذَالٌ کی جمع قُذُلٌ، حِمَارٌ کی جمع حُمُرٌ، کُرَاعٌ کی جمع کُرُعٌ، قَضِیْبٌ کی جمع قُضُبٌ، عَمُوْدٌ کی جمع عُمُدٌ، البتہ اس وزن پر آنے والی جمع کے عین کلمہ میں واؤ ہو تو اسے ساکن کرنا واجب ہے جیسے سِوَارٌ کی جمع سُوْرٌ، سِوَاك کی جمع سُوْكٌ، اگر واؤ نہ ہو تو عین کلمہ کو مضموم اور ساکن کرنا دونوں جائز ہے۔

(۳) فُعَلٌ: اس وزن پر اس اسم کی جمع آتی ہے جو فُعْلَةٌ بہ سکون العین کے وزن پر ہو، یا اَفْعَلَ کے مؤنث فُعْلٰی کے وزن پر ہو، جیسے غُرْفَةٌ، مُدْيَةٌ، صُوْرَةٌ، حُجَّةٌ کی جمع غُرَفٌ، مُدًی، صُوَرٌ، حُجَجٌ، اور

جیسے صُغریٰ، کُبریٰ کی جمع صُغَرٌ، کُبَرٌ۔

(۴) فِعَلٌ یہ جمع عام طور سے اس اسم کی آتی ہے جو فِعْلَۃٌ بہ کسر الفا کے وزن پر ہو جیسے هِمَّۃٌ کی جمع هِمَمٌ، حِجَّۃٌ کی جمع حِجَجٌ، کِسْرَۃٌ کی جمع کِسَرٌ کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ اس وزن پر آنے والے اسم کی جمع فُعَلٌ بہ ضم الفار کے وزن پر بھی آجاتی ہے جیسے لحیۃ کی جمع لُحًی اور لِحًی اور حِلْیَۃٌ کی جمع حُلیٰ اور حِلیَ، اسی طرح کبھی فُعْلَۃٌ بہ ضم الفار کی جمع فِعَلٌ بکسر الفار کے وزن پر بھی آجاتی ہے جیسے صُوْرَۃٌ کی جمع صِوَرٌ اور صُوَرٌ۔

(۵) فُعَلَۃٌ، یہ جمع اس صفت عاقل کی آتی ہے جو فَاعِلٌ کے وزن پر ہو، اور معتل اللام ہو جیسے دَاعٍ، قَاضٍ، رَامٍ، غَازٍ کی جمع دُعَوَۃٌ، قُضَیَۃٌ، رُمَیَۃٌ، غُزَوَۃٌ ہے، واو اور یا تعلیل کے قاعدہ کے مطابق الف سے بدل گئے۔

(۶) فَعَلَۃٌ یہ جمع عام طور سے اس صفت عاقل کی آتی ہے جو مذکر ہو اور صحیح اللام ہو جیسے عَامِلٌ کی جمع عَمَلَۃٌ، کَاتِبٌ کی جمع کَتَبَۃٌ، سَاحِرٌ کی جمع سَحَرَۃٌ۔

(۷) فَعْلیٰ۔ یہ جمع عموماً اس صفت کی آتی ہے جو ہلاکت یا رنج و تکلیف یا انتشار کے معنی پر دلالت کرے اور فَعِیْلٌ کے وزن پر ہو جیسے قَتِیْلٌ، جَرِیْحٌ اَسِیْرٌ، مَرِیْضٌ، یا فَعِلٌ کے وزن پر ہو جیسے زَمِنٌ یا فَاعِلٌ کے وزن پر ہو جیسے هَالِكٌ یا فَیْعِلٌ کے وزن پر ہو جیسے مَیِّتٌ یا اَفْعَلُ کے وزن پر ہو جیسے اَحْمَقُ یا فَعْلَان کے وزن پر ہو جیسے عَطْشَانُ، ان سب

کی جمع فَعْلیٰ کے وزن پر آئے گی۔

(۸) فِعَلَۃٌ۔ یہ جمع اکثر اس اسم کی آتی ہے جو فُعْلٌ بضم الفا وسکون العین کے وزن پر ہو اور صحیح اللام ہو جیسے دُرْج کی جمع دِرَجَۃٌ، کُوزٌ کی جمع کِوَزَۃٌ، قُرْطٌ کی جمع قِرَطَۃٌ لیکن فَعْلٌ بہ فتح الفا، یا فِعْلٌ بکسر الفا کے وزن پر آنے والے اسم کی جمع اس وزن پر بہت کم آتی ہے جیسے غَرْدٌ کی جمع غِرَدَۃٌ، قِرْدٌ کی جمع قِرَدَۃٌ۔

(۹) فُعَّلٌ۔ عموماً یہ جمع اس صفت کی آتی ہے جو فَاعِلٌ یا فَاعِلَۃٌ کے وزن پر ہو اور صحیح اللام ہو جیسے رَاکِعٌ اور رَاکِعَۃٌ کی جمع رُکَّعٌ، صَائِمٌ، اور صَائِمَۃٌ کی جمع صُوَّمٌ صفت معتل اللام کی جمع اس وزن پر آنا بہت کم ہے، جیسے غازٍ کی جمع غُزًّی، فَعِیلَۃٌ اور فُعَلَاءُ کے وزن پر آنے والی صفت کی جمع کبھی کبھی اس وزن پر آتی ہے جیسے خَرِیدَۃٌ کی جمع خُرَّدٌ نُفَسَاءُ کی جمع نُفَّسٌ۔

(۱۰) فُعَّال۔ یہ جمع بھی عموماً فَاعِلٌ کے وزن پر آنے والی صفت کی آتی ہے، جیسے صَائِمٌ کی جمع صُوَّامٌ، قَارِئٌ کی جمع قُرَّاءٌ، عَاذِلٌ کی جمع عُذَّالٌ، فَاعِلَۃٌ کی جمع اس وزن پر بہت کم آتی ہے جیسے صَادَّۃٌ کی جمع صُدَّادٌ۔

(۱۱) فِعَالٌ۔ اس وزن پر جن اسماء یا صفات کی جمع آتی ہے وہ آٹھ قسم کے ہیں۔
۱۔ فَعْلٌ ۲۔ فَعْلَۃٌ خواہ اسم ہو یا صفت بشرطیکہ اس کے عین کلمہ اور فا کلمہ میں یا نہ ہو، جیسے کَلْبٌ، کَلْبَۃٌ، صَعْبٌ، اور صَعْبَۃٌ کی جمع کِلَابٌ

اور صِعَابٌ ہے، اگر مفرد کے عین کلمہ میں واؤ ہو تو جمع میں اسے یا سے بدل دیں گے جیسے ثَوْبٌ کی جمع ثِیَابٌ ۔۳ فَعَلٌ ۔۴ فَعَلَۃٌ جب اسم صحیح اللام ہو اور مضاعف نہ ہو جیسے جَمَلٌ کی جمع جِمَال ، رَقَبَۃٌ کی جمع رِقَابٌ، ۔۵ فِعْلٌ جب اسم ہو جیسے قِدْحٌ کی جمع قِدَاحٌ ، ذِئْبٌ کی جمع ذِئَابٌ ۔۶ فُعْلٌ جب اسم ہو اور واوی العین اور یائی اللام نہ ہو جیسے رُمْحٌ کی جمع رِمَاحٌ ، جُبٌّ کی جمع جِبَابٌ ۔۷ فَعِیْلٌ ۔۸ فَعِیْلَۃٌ باب کرم سے آنے والے فعل کی صفت کا صیغہ ہو اور صحیح اللام ہو، جیسے ظَرِیْفٌ اور ظَرِیْفَۃٌ کی جمع ظِرَافٌ ، کَرِیْمٌ اور کَرِیْمَۃٌ کی جمع کِرَامٌ۔

(۱۲) فُعُوْلٌ یہ جمع فَعِلٌ کے وزن پر آنے والے اسم کی آتی ہے جیسے کَبِدٌ کی جمع کُبُوْدٌ ، نَمِرٌ کی جمع نُمُوْرٌ ، یا فُعل، کے وزن پر اسم ثلاثی ساکن الاوسط ہو، خواہ فا کلمہ مضموم ہو یا مفتوح یا مکسور جیسے کَعْبٌ کی جمع کُعُوْبٌ ، جُنْدٌ کی جمع جُنُوْدٌ ، ضِرْسٌ کی جمع ضُرُوْسٌ یا فَعَلٌ کے وزن پر ہو جیسے اَسَدٌ سے اُسُوْدٌ ، ذَکَرٌ ۔سے ذُکُوْرٌ ، شَجَنٌ سے شُجُوْنٌ۔

لیکن اس میں شرط یہ ہے کہ اگر فُعُلٌ مفتوح الفا یا مضموم الفا کی جمع لانا ہو تو اس کا عین کلمہ واؤ نہ ہو اور نہ مضموم الفا کا لام کلمہ یا ہو اور نہ مضعف ہو جیسے حَوْضٌ ، حُوْتٌ ، مُدْیٌ ، خُفٌّ ، کہ ان اسما کی جمع فُعُوْلٌ کے وزن پر نہیں آئے گی۔

(۱۳) فِعْلَانٌ ۔یہ جمع عموماً اس اسم کی آتی ہے جو فُعَالٌ بہ ضم الفا کے وزن پر ہو

جیسے غُرَابٌ کی جمع غِرْبَانٌ، غُلَامٌ کی جمع غِلْمَانٌ یا فُعَلٌ بہ ضم الفاء وفتح العین کے وزن پر ہو جیسے صُرَدٌ کی جمع صِرْدَان یا فُعْلٌ بہ ضم الفاء وسکون العین کے وزن پر ہو یا فَعْلٌ بہ فتح الفاء وسکون العین کے وزن پر ہو اور واوی العین ہو جیسے حُوْتٌ کی جمع حِیْتَان، کُوْزٌ کی جمع کِیْزَان، تَاجٌ کی تِیْجَانٌ، نَارٌ کی جمع نِیْرَانٌ لیکن غَزَالٌ کی جمع غِزْلَانٌ اور خَرُوْفٌ کی جمع خِرْفَانٌ اور نِسْوَةٌ کی جمع نِسْوَانٌ بہت کم آتی ہے۔

(۱۴) فُعْلَانٌ۔ یہ جمع اکثر اس اسم کی آتی ہے جو فَعْلٌ بہ فتح الفاء وسکون العین کے وزن پر ہو جیسے ظَهْرٌ کی جمع ظُهْرَانٌ، بَطْنٌ کی جمع بُطْنَانٌ یا فَعَلٌ بہ فتح الفاء والعین کے وزن پر ہو، اور صحیح العین ہو اور مضعف نہ ہو جیسے ذَکَرٌ کی جمع ذُکْرَانٌ اور حَمَلٌ (بھیڑ کا بچہ) کی جمع حُمْلَانٌ یا فَعِیْلٌ کے وزن پر ہو جیسے قَضِیْبٌ کی جمع قُضْبَانٌ، غَدِیْرٌ کی جمع غُدْرَان کبھی کبھی فَاعِلٌ اور اَفْعَلُ کے وزن پر آنے والی صفت کی جمع بھی اس وزن پر آتی ہے جیسے رَاکِبٌ کی جمع رُکْبَانٌ، اَسْوَدُ کی جمع سُوْدَانٌ۔

(۱۵) فُعَلَاءُ۔ یہ جمع عام طور سے اس مذکر عاقل کی صفت کی آتی ہے جو فَعِیْلٌ کے وزن پر ہو اور فاعل کے معنی میں ہو اور نہ مضعف ہو اور نہ معتل اللام اور نہ واوی العین ہو جیسے کَرِیْمٌ کی جمع کُرَمَاءُ، سَعِیْدٌ کی جمع سُعَدَاءُ ظَرِیْفٌ کی جمع ظُرَفَاءُ، بَخِیْلٌ کی جمع بُخَلَاءُ۔

یا وہ فَعِیْلٌ جو مُفْعِلٌ کے معنی میں ہو جیسے سَمِیْعٌ، اَلِیْمٌ کی جمع سُمَعَاءُ، اُلَمَاءُ یا فَعِیْلٌ، مُفَاعِلٌ کے معنی میں ہو جیسے خَلِیْطٌ جَلِیْسٌ کی جمع خُلَطَاءُ، جُلَسَاءُ یا فَاعِلٌ کے وزن پر ہو اور کسی فطری

معنی پر دلالت کرتا ہو جیسے صَالِحٌ کی جمع صُلَحَاءُ، جَاهِلٌ کی جمع جُهَلَاءُ۔

(۱۶) اَفْعِلَاءُ۔ اس وزن پر بھی فَعِیْلٌ مذکر عاقل کی صفت کی جمع آتی ہے بشرطیکہ وہ معتل اللام ہو، یا مضاعف ہو، جیسے غَنِیٌّ کی جمع اَغْنِیَاءُ، نَبِیٌّ کی جمع اَنْبِیَاءُ، شَدِیْدٌ کی جمع اَشِدَّاءُ، عَزِیْزٌ کی جمع اَعِزَّاءُ لیکن صَدِیْقٌ، کی جمع اَصْدِقَاءُ خلاف قیاس ہے، اس لئے کہ یہ نہ معتل اللام ہے اور نہ مضعف۔

جمع منتہی الجموع

جمع منتہی الجموع اس جمع کو کہتے ہیں جس میں الف تکسیر کے بعد دو حرف ہوں یا تین حرف ہوں بیچ والا حرف ساکن ہو جیسے دَرَاهِمُ، دَنَانِیْرُ اس کے سات اوزان ہیں۔

(۱) فَعَائِلُ، اس وزن پر اُس رباعی کی جمع آتی ہے جو مؤنث ہو اور جس کا تیسرا حرف مدّ زائد ہو جیسے سَحَابَةٌ، حَمُوْلَةٌ، صَحِیْفَةٌ، عَجُوْزٌ کی جمع سَحَائِبُ، حَمَائِلُ، صَحَائِفُ، اور عَجَائِزُ آئے گی۔

(۲) فَعَالِیُّ، ہر وہ ثلاثی جس کے آخر میں یا مشدّدہ غیر نسبت کی ہو (یعنی یائے مشدّدہ نسبت والی نہ ہو) تو اس کی جمع فَعَالِیُّ کے وزن پر آئے گی، جیسے قُمْرِیٌّ، کُرْسِیٌّ، بُخْتِیٌّ کی جمع قَمَارِیُّ، کَرَاسِیُّ، بَخَاتِیُّ۔

(۳) فَوَاعِلُ۔ یہ جمع عموماً اس اسم یا صفت کی آتی ہے جو فَاعِلَةٌ کے وزن پر ہو جیسے کَاذِبَةٌ کی جمع کَوَاذِبُ، نَاصِیَةٌ کی جمع نَوَاصِیْ یا اُس اسم کی جو

فَوْعَلٌ کے وزن پر یا فَوْعَلَۃٌ کے وزن پر یا فَاعِلٌ کے وزن پر آئے، جیسے جَوْھَرٌ کی جمع جَوَاھِرُ اور صَوْمَعَۃٌ کی جمع صَوَامِعُ اور کَاھِلٌ کی جمع کَوَاھِلُ یا فَاعِلٌ کے وزن پر آئے اور مؤنث کی صفت ہو یا مذکر غیر عاقل کی جیسے حَامِلٌ کی جمع حَوَامِلُ، حَائِضٌ کی جمع حَوَائِضُ اور صَاھِلٌ کی جمع صَوَاھِلُ، شَاھِقٌ کی جمع شَوَاھِقُ، فَاعِلَاءُ کے وزن پر آنے والے اسم کی جمع بھی اسی وزن پر آتی ہے جیسے نَافِقَاءُ کی جمع نَوَافِقُ (نیولے کی وہ بل جس کو وہ چھپاتا ہے)، قَاصِعَاءُ کی جمع قَوَاصِعُ (نیولے کی بل)

(۴، ۵) **فَعَالِیْ** اور **فَعَالٰی** جو اسم فَعْلَاءُ کے وزن پر یا ایسے مؤنث کی صفت ہو جس کا مذکر نہ آتا ہو اس کی جمع ان دونوں وزنوں پر آتی ہے جیسے صَحْرَاءُ اور عَذْرَاءُ کی جمع صَحَارِیْ، صَحَارٰی، عَذَارِیْ، عَذَارٰی یا جو صفت فُعْلٰی کے وزن پر ہو جیسے حُبْلٰی سے حَبَالِیْ، حَبَالٰی، یا جو اسم فَعْلٰی کے وزن پر ہو جیسے فَتْوٰی یا جو اسم فِعْلٰی کے وزن پر ہو جیسے ذِفْرٰی (اونٹ کے کان کے پیچھے جو ہڈی ابھری ہوئی ہوتی ہے اس کو کہتے ہیں)، اور صرف فَعَالِیْ کے وزن پر جمع آتی ہے اس اسم کی جو فِعْلَاۃٌ کے وزن پر ہو جیسے سِعْلَاۃٌ، یا فَعْلَاۃٌ کے وزن پر ہو جیسے مَوْمَاۃٌ یا فِعْلِیَۃٌ کے وزن پر ہو جیسے ھِبْرِیَۃٌ یا فَعْلُوَۃٌ کے وزن پر ہو جیسے تَرْقُوَۃٌ، یا فَعَلْنُوَۃٌ کے وزن پر جیسے قَلَنْسُوَۃٌ۔

اور صرف فَعَالٰی کے وزن پر جمع آتی ہے اس صفت کی جو فَعْلَانُ کے وزن پر ہو جیسے عَطْشَانُ یا فَعْلٰی کے وزن پر ہو جیسے عَطْشٰی۔

(۶) **فُعَالیٰ**، اس وزن پر بھی عام طور سے اس صفت کی جمع آتی ہے جو فَعْلَانُ کے وزن پر ہو جیسے سَکْرَانُ یا فَعْلیٰ کے وزن پر جیسے سَکْرٰی اور غَضْبَانُ اور غَضْبیٰ۔

(۷) **فَعَالِلُ**، اور اس کے مشابہ اوزان جیسے مَفَاعِلُ، فَوَاعِلُ، فَیَاعِلُ اَفَاعِلَۃ اس وزن پر اسمائے رباعیہ، خماسیہ، سداسیہ اور سباعیہ کی جمع آتی ہے جیسے جَعْفَرٌ کی جمع جَعَافِرُ، اَفْضَلُ کی جمع اَفَاضِلُ، مَسْجِدٌ کی جمع مَسَاجِدُ، صَیْرَفٌ کی جمع صَیَارِفُ اسم خماسی اگر مجرد ہو تو اس کا پانچواں حرف حذف کر دیں گے جیسے سَفَرْجَلٌ کی جمع سَفَارِجُ اور اگر مزید بیک حرف ہو تو اس حرف مزید کو حذف کر دیں گے جیسے غَضَنْفَرٌ کی جمع غَضَافِرُ البتہ اگر وہ حرف، حرف لین ہو اور ما قبل آخر ہو تو اسے یا سے بدل دیں گے جیسے قِرْطَاسٌ کی جمع قَرَاطِیْسُ، عُصْفُوْرٌ کی جمع عَصَافِیْرُ اور اگر اسم مزید بہ دو حرف، یا زائد از دو حرف ہو تو حروف زائدہ میں سے اس حرف کو حذف کر دیں گے، جس کا وجود جمع کے صیغے کے لئے خلل انداز ہو جیسے عَلَنْدیٰ اور سَرَنْدیٰ ان دونوں کی جمع عَلَانِدُ اور سَرَانِدُ اور عَلَادِیٰ یا سَرَادِیٰ دونوں طریقے سے آسکتی ہے، اسی طرح زَعْفَرَانٌ اور اُسْطُوَانَۃٌ اور عَاشُوْرَاءُ کی جمع آئے گی زَعَافِرُ، اَسَاطِیْنُ، عَوَاشِیْرُ حروف زائدہ میں جس حرف کو دوسرے کے مقابل میں افضلیت حاصل ہو اس کو حذف نہیں کریں گے بلکہ دوسرے حرف زائد کو حذف کریں گے جیسے مُنْطَلِقٌ اور مُسْتَخْرِجٌ کا میم جو ایک مستقل صیغہ

پر دلالت کرنے کے لئے آتا ہے، اسی طرح اِسْتِخْرَاجٌ کی تا باقی رکھیں گے
اس لئے کہ اس کے حذف کر دینے کی وجہ سے اس کی جمع سَخَارِیجُ آئے گی
اور سَخَارِیجُ کی کوئی نظیر عربی میں نہیں ہے، اس لئے تا کو باقی رکھ کر اس کی
جمع تَخَارِیجُ لائیں گے، اور ہر وہ اسم جس کی جمع فَعَالِلُ یا شبہ فَعَالِلُ
کے وزن پر آتی ہو اس کے حرف آخر سے پہلے یا بڑھانا جائز ہے جیسے
سَفَارِیجُ، زَعَافِیرُ، وغیرہ۔

جمعُ الجمع

کبھی جمع کو مفرد تصوّر کر کے اس کی جمع دوبارہ لائی جاتی ہے تاکہ وہ اپنے
افراد کے تنوّع پر دلالت کرے، اس کو جمع الجمع کہتے ہیں جیسے جِمَالٌ، بُیُوتٌ
اَکْلُبٌ، اَقْوَالٌ کی جمع جِمَالَاتٌ، بُیُوتَاتٌ، اَکَالِبُ، اَقَاوِیلُ، یہ جمع
بھی جمع منتہی الجموع کے اوزان پر آتی ہے لیکن یہ قیاسی نہیں ہے بلکہ سماعی ہے
یعنی جن الفاظ میں یہ جمع اہلِ عرب سے سُنی گئی ہے انھیں الفاظ میں استعمال
ہو سکتی ہے۔

بعض الفاظ ایسے ہیں جو جمع کے معنی پر دلالت کرتے ہیں لیکن لفظوں میں
ان کا کوئی واحد نہیں ہے، اس کو اسم جمع کہتے ہیں جیسے رَکْبٌ، رَهْطٌ، قَوْمٌ،
جَیْشٌ، اس جمع کے ساتھ مفرد اور جمع دونوں کا معاملہ کرنا جائز ہے یعنی
الرکبُ سَارَ، اور الرکبُ سَارُوْا دونوں طریقے سے ادا کر سکتے ہیں۔
کچھ الفاظ ایسے بھی ہیں جن کا واحد آخر میں یا کے ساتھ یا تا کے ساتھ آتا ہے اور جمع

بغیر یا اور تا کے، اس کو اسم جنس جمعی کہتے ہیں جیسے رُومِیٌّ کی جمع رُوْمٌ ، رُوسِیٌّ کی جمع رُوسٌ ، تُرکِیٌّ کی جمع تُرک ، زَنجِیٌّ کی جمع زَنج اور جیسے تَمْرَۃٌ کی جمع تَمْر ، نَخْلَۃٌ کی جمع نَخْلٌ ، نَحْلَۃٌ کی جمع نَحْلٌ ، شَجَرَۃٌ کی جمع شَجَرٌ ، صرف دو لفظ ایسے بھی ہیں جو تا کے ساتھ جمع کے معنی پر دلالت کرتے ہیں اور بغیر تا کے واحد کے معنی پر، وہ دونوں یہ ہیں جَبْءٌ، کَمْءٌ جن کی جمع جَبْأَۃٌ اور کَمْأَۃٌ آتی ہے[1]۔

اسم مذکّر اور مؤنث کا بیان

اسم مذکر ہوگا یا مؤنث۔

مذکر وہ اسم ہے جس میں تانیث کی کوئی علامت نہ پائی جائے جیسے رَجُلٌ کِتَابٌ، کُرسِیٌّ۔

اور مؤنث اس اسم کو کہتے ہیں جس میں تانیث کی کوئی علامت پائی جائے۔

علامت تانیث تین ہیں۔

(۱) تائے متحرکہ جیسے اِمْرَأۃٌ فَاضِلَۃٌ، اور تَقُوْمُ، اور قُمْتِ، یا تائے ساکنہ جیسے قَامَتْ۔ یہ علامت بنیادی طور پر اس لئے آتی ہے تاکہ اس

---

[1] زمین کے اندر بنڈے کی شکل میں پیدا ہونے والی ایک ترکاری کا نام ہے اس کی سرخ قسم کو جَبْءٌ کہتے ہیں اور جو سرخ نہ ہو اس کو کَمْأَۃٌ کہتے ہیں۔

لفظ کے مذکر اور مؤنث میں فرق کیا جا سکے، لیکن جو اوصاف مؤنث کے ساتھ مخصوص ہوں ان میں یہ علامت لگانے کی ضرورت نہیں ہے، اس لئے کہ اس کے بغیر ان کی تانیث سمجھ میں آتی ہے جیسے حَائِضٌ، حَامِلٌ، حَائِلٌ فَارِكٌ[1]، ثَيِّبٌ، عَانِسٌ، لیکن پانچ صیغے ایسے ہیں کہ اُن کے وزن پر آنے والے الفاظ میں مذکر و مؤنث برابر ہے۔

(الف) فَعُولٌ جیسے صَبُورٌ، فَخُورٌ، شَكُورٌ۔

(ب) فَعِيلٌ بمعنی مَفْعُولٌ جیسے جَرِيحٌ، قَتِيلٌ، خَضِيبٌ۔

(ج) مِفْعَالٌ جیسے مِهْذَارٌ، مِكْسَالٌ، مِبْسَامٌ۔

(د) مِفْعِيلٌ جیسے مِعْطِيرٌ، مِنْطِيقٌ، مِسْكِينٌ۔

(ہ) مِفْعَلٌ جیسے مِغْشَمٌ، مِدْعَسٌ، مِهْذَرٌ۔

(۲) دوسری علامتِ تانیث الف مقصورہ ہے جیسے سَلْمٰى، فُضْلٰى، حُبْلٰى۔

(۳) تیسری علامت الف ممدودہ ہے جیسے اَسْمَاءُ، حُسْنَاءُ۔

مؤنث کی تین قسمیں ہیں:۔

(۱) مؤنث لفظی جو لفظ اصلاً مذکر کے لئے وضع کیا گیا ہو لیکن تانیث کی علامتوں میں سے کوئی علامت اس کے اندر پائی جائے جیسے طَلْحَةُ، حَمْزَةُ، زَكَرِيَّاءُ، كُفْرٰى۔

---

[1] جو عورت اپنے شوہر کو ناپسند کرے اسے فَارِک کہتے ہیں، اور عَانِسٌ اس عورت کو کہتے ہیں، جس کی شادی نہ ہوئی ہو، اور حَائِلٌ اس عورت کو کہتے ہیں جس کے بچہ نہ ہوتا ہو۔

(۲) مؤنث معنوی، اس لفظ کو کہتے ہیں جو مؤنث کا عَلم ہو اور اس میں کوئی علامت تانیث کی نہ پائی جائے جیسے مَرْیَمُ، هِنْدُ، زَیْنَبُ۔

(۳) مؤنث لفظی و معنوی، اس مؤنث کو کہتے ہیں جو مؤنث کا عَلم ہو، اور اس میں علامت تانیث بھی پائی جائے، جیسے فَاطِمَۃ، سَلْمٰی، حَسْنَاءُ، جب مؤنث کا علم ہو۔

الف مقصورہ کے ساتھ آنے والے اسما کے کئی اَوزان ہیں مثلاً:

(۱) فُعَلٰی جیسے اُرَبٰی، اُدمٰی، شُعَبٰی۔
(۲) فُعُلٰی، " بُہْمٰی، حُبْلٰی، بُشْریٰ۔
(۳) فَعَلٰی، " بَرَدیٰ، حَیَدیٰ (تیز رفتار گدھا)، بَشَکٰی (تیز رفتار اونٹنی)
(۴) فَعْلٰی، " مَرْضٰی، نَجْویٰ، شَبْعٰی۔
(۵) فُعَالٰی، " حُبَاریٰ، سُکَاریٰ، عُلَادیٰ۔
(۶) فُعَّلٰی، " سُمَّھٰی (جھوٹ اور باطل کے معنی میں)
(۷) فِعَلَّی، " سِبَطْریٰ (متکبرانہ چال کے معنی میں)
(۸) فِعْلٰی، " حِجْلٰی (ایک پرندہ کا نام)، ظِرْبیٰ (ایک بدبودار کیڑے کا نام) یہ دونوں لفظ جمع ہیں، پہلا حَجَلَۃٌ کی جمع ہے دوسرا ظَرِبَانٌ کی جمع ہے مصدر بھی اس وزن پر آتا ہے جیسے ذِکْریٰ اس وزن پر آنے والا لفظ اگر جمع بھی نہ ہو اور نہ مصدر ہو اور اس کے الف کو تنوین نہ دی جائے تو وہ تانیث کے لئے ہوگا جیسے ضِیْزیٰ اور اگر اس پر تنوین آتی ہو تو وہ الف الحاق کے لئے ہوگا جیسے عِزْھٰی۔

(۹) فِعِّلٰی جیسے ھِجِّیرٰی (ہذیان کے معنی میں)، حِثِّیثٰی، حَثّ کا مصدر
(۱۰) فُعُلّٰی جیسے حُذُرّٰی (حذر کے معنی ہیں)، کُفُرّٰی (کھجور کے خوشے رکھنے کا برتن)
(۱۱) فُعَّیلٰی جیسے لُغَّیزٰی (لغز کے معنی میں)، خُلَّیطٰی (اختلاط کے معنی ہیں)،
(۱۲) فُعَّالٰی جیسے خُبَّازٰی، شُقَّارٰی (دونوں دو گھاس کے نام ہیں)، حُضَّارٰی ایک پرندہ کا نام)

الف ممدودہ کے ساتھ آنے والے اسمائے کبھی کئی اوزان ہیں مثلاً:

(۱) فَعْلَاءُ جیسے صَحْرَاءُ، دَغْبَاءُ، طَرْفَاءُ، حَمْرَاءُ۔
(۲) اَفْعِلَاءُ، " اَرْبِعَاءُ (بدھ کا دن)
(۳) فُعُلُلَاءُ، " قُرْفُصَاءُ (بیٹھنے کی ایک مخصوص ہیئت کا نام۔)
(۴) فَاعُوْلَاءُ، " تَاسُوْعَاءُ، عَاشُوْرَاءُ (۹، ۱۰ محرم کو کہتے ہیں)
(۵) فَاعِلَاءُ، " قَاصِعَاءُ، نَافِقَاءُ (نیولے کے بل کے دونوں راستے)
(۶) فِعْلِیَاءُ، " کِبْرِیَاءُ
(۷) فِعَلَاءُ، " فا کلمہ پر تینوں حرکتوں اور عین کلمہ پر فتحہ کے ساتھ جیسے جَنَفَاءُ (ایک جگہ کا نام)، سِیَرَاءُ (ریشم کے دھاری دار کپڑے کا نام) نُفَسَاءُ۔
(۸) فُنْعُلَاءُ، جیسے خُنْفُسَاءُ (ایک کیڑے کا نام جو غلیظ کے اندر رہتا ہے)
(۹) فَعِیْلَاءُ، " قَرِیْثَاءُ (کھجور کی ایک قسم کا نام)
(۱۰) مَفْعُوْلَاءُ، " مَشْیُوْخَاءُ، شَیْخٌ کی جمع۔

اسم نکرہ اور معرفہ

اسم نکرہ ہوگا یا معرفہ۔
نکرہ، اس اسم کو کہتے ہیں جس سے کوئی متعیّن شئی مراد نہ ہو جیسے قلم، کتاب، رجل، اِمرأۃ۔ نکرہ ہی اسم کی اصل ہے، جب اس کے اندر تخصیص اور تعیین کے معنی پیدا کردیے جائیں تو وہ معرفہ ہوجاتا ہے لہٰذا۔
معرفہ، وہ اسم ہے جو کسی متعیّن شے پر دلالت کرے جیسے اَلْقَلَمُ هُوَ، زَيْدٌ، هٰذَا، اَلَّذِيْ، غُلَامُ زَيْدٍ، يَا عَبْدَ اللهِ۔
چوں کہ اس کا تعلق نحو کے باب سے ہے اس لئے یہاں اس کی تفصیلات نہیں بیان کی جائیں گی۔

تصغیر کا بیان

اسم ثلاثی مجرد کے دوسرے حرف کے بعد یائے ساکنہ بڑھا کر تصغیر بناتے ہیں اس تغیّر سے اس اسم کے اندر چھوٹے پن اور کمی کے معنی پیدا ہوجاتے ہیں، جیسے رَجُلٌ سے رُجَيْلٌ (ایک چھوٹا آدمی) جس اسم میں یہ عمل کیا جائے اس کو مُصَغَّر کہتے ہیں۔
تصغیر کے تین اوزان ہیں:۔
فُعَيْلٌ، فُعَيْعِلٌ، فُعَيْعِيْلٌ جیسے رُجَيْلٌ، دُرَيْهِمٌ، دُنَيْنِيْرٌ
لیکن ان میں اصل وزن پہلا ہے اور یہ اسم ثلاثی کے لئے مخصوص ہے۔

تصغیر کے احکام | اسم مُصغّر ثلاثی کا حکم یہ ہے کہ اس کے پہلے حرف کو ضمہ دیا جائے اور دوسرے حرف کو فتحہ، لیکن اگر وہ اسم رباعی یا خماسی ہو تو یائے تصغیر کے مابعد کو کسرہ دیں گے جیسے جُعَیْفِرٌ، دُنَیْنِیْرٌ اگر اس حرف مکسور کے مابعد حرفِ علّت یا ہو تو وہ اپنی حالت پر باقی رہے گی جیسے قِنْدِیْلٌ سے قُنَیْدِیْلٌ اور اگر الف یا واؤ ہو تو اسے تصغیر میں یا سے بدل دیں گے جیسے مِصْبَاحٌ سے مُصَیْبِیْحٌ، عُصْفُوْرٌ سے عُصَیْفِیْرٌ، سُلْطَانٌ سے سُلَیْطِیْنٌ۔

اسم مصغّر کا دوسرا حرف اگر الف زائدہ ہو تو اسے تصغیر میں واؤ سے بدل دیں گے جیسے عَاقِلٌ سے عُوَیْقِلٌ، حَامِدٌ سے حُوَیْمِدٌ، ضَارِبٌ سے ضُوَیْرِبٌ۔

اسم مصغّر کا تیسرا حرف اگر الف یا واؤ ہو تو تصغیر بناتے وقت ان دونوں کو یا سے بدل دیں گے اور یائے تصغیر میں اسے مدغم کر دیں گے جیسے عَصَا سے عُصَیٌّ، دَلْوٌ سے دُلَیٌّ، عَجُوْزٌ سے عُجَیِّزٌ، کِتَابٌ سے کُتَیِّبٌ۔

ہاں اگر واؤ متحرک تیسری جگہ لام کلمہ سے پہلے واقع ہو رہا ہو، خواہ وہ اسم مفرد ہو یا جمع مکسّر، تو تصغیر بناتے وقت اس واؤ کو یا سے بدل کر یائے تصغیر میں مدغم کرنا اور واؤ کو باقی رکھنا دونوں جائز ہے جیسے جَدْوَلٌ سے جُدَیِّلٌ اور جُدَیْوِلٌ، أَدْوُرٌ سے أُدَیِّرٌ اور أُدَیْوِرٌ۔

اگر اسم مصغّر کا تیسرا حرف یا ہو تو اسے یائے تصغیر میں مدغم کر دیں گے جیسے کَرِیْمٌ سے کُرَیِّمٌ، عَزِیْزٌ سے عُزَیِّزٌ، هَمَایُمٌ سے هُمَیِّمٌ۔

اگر ایسے اسم تفضیل کی تصغیر بنائی جس کا لام کلمہ حرف علت ہو تو یائے تصغیر کا مابعد مفتوح باقی رہے گا، جیسے اَشْهیٰ سے اُشَیْهیٰ ، اَسْنیٰ سے اُسَیْنیٰ۔

تثنیہ، جمع سالم اور جمع قلت کی تصغیر میں کوئی مزید تبدیلی نہیں ہوگی، صرف یائے تصغیر کو دوسرے حرف کے بعد بڑھا دیں گے اور اگر پہلا حرف مضموم نہ ہو تو اسے مضموم کر دیں گے جیسے رَجُلَانِ سے رُجَیْلَانِ ، مُسْلِمَانِ سے مُسَیْلِمَانِ ، مُسْلِمُوْنَ سے مُسَیْلِمُوْنَ ، مُسْلِمَاتٌ سے مُسَیْلِمَاتٌ اَرْغِفَۃٌ سے اُرَیْغِفَۃٌ۔

مذکر عاقل کی جمع کثرت کی تصغیر لائی ہو تو اس کے مفرد کی تصغیر لا کر آخر میں واؤ اور نون بڑھا دیں گے جیسے غِلْمَانٌ سے غُلَیِّمُوْنَ ، عُلَمَاءُ سے عُوَیْلِمُوْنَ۔

اور جمع مؤنث عاقل یا مذکر غیر عاقل کے مفرد کے آخر میں الف اور تا بڑھا دیں گے جیسے جَوَارِی سے جُوَیْرِیَاتٌ، دَرَاهِمُ سے دُرَیْهِمَاتٌ۔

اگر اُن اسماء کی تصغیر لانی ہو جو اپنی اصلی حالت پر نہ ہوں تو تصغیر بناتے وقت وہ اپنی اصلی حالت پر واپس آجائیں گے، چنانچہ اگر ایسے اسم کی تصغیر بنانی ہو جس کا کوئی محذوف ہو تو تصغیر بناتے وقت وہ حرف واپس آجائے گا، جیسے اَخٌ سے اُخَیٌّ ، اَبٌ سے اُبَیٌّ ، دَمٌ سے دُمَیٌّ ۔ ان تمام اسموں میں مذکورہ بالا قاعدہ کے مطابق تیسری جگہ آنے والے واؤ کو یا سے بدل کر یائے تصغیر میں مُدغم کر دیا گیا۔

اگر ایسے اسم کے حرف محذوف کے عوض میں اس کے شروع میں ہمزہ بڑھا دیا

گیا ہو تو اسے حذف کر دیں گے اور اصل حرف محذوف کو واپس لائیں گے جیسے اِبْن میں اس کے تیسرے حرف واؤ کے عوض میں ہمزہ شروع میں لایا گیا، تصغیر میں ہمزہ حذف ہو جائے گا اور واؤ واپس آکر یا سے بدل جائے گا اور یائے تصغیر میں مدغم ہو جائے گا جیسے بُنَیٌّ۔

اور اگر حرف محذوف کے عوض اس کے آخر میں تائے تانیث بڑھا دی گئی ہو جیسا کہ مثال واوی کے مصدر میں کرتے ہیں تو تصغیر بناتے وقت حرف محذوف (واؤ) واپس آجائے گا لیکن تائے تانیث بھی باقی رہے گی، جیسے عِدَۃٌ سے وُعَیْدَۃٌ، زِنَۃٌ سے وُزَیْنَۃٌ۔

اُخْتٌ اور بِنْتٌ جیسے اسم کی تا تصغیر کے وقت بھی باقی رہے گی، صرف اسے تصغیر کی حالت میں گول تا کے ساتھ لکھیں گے یعنی اُخْت سے اُخَیَّۃٌ، بِنْتٌ سے بُنَیَّۃٌ۔

اگر اسم مصغّر میں یائے تصغیر سے پہلے الف ہو جو واؤ یا یا کے عوض میں لایا گیا ہو تو تصغیر بناتے وقت اسے اپنی اصلی حالت پر لوٹا دیں گے جیسے بَاب سے بُوَیْبٌ، نَابٌ سے نُیَیْبٌ پہلے میں الف واؤ کے عوض میں، اور دوسرے میں یا کے عوض میں ہے، لیکن اگر یہ نہ معلوم ہو کہ وہ الف کس حرف کے عوض میں ہے تب بھی تصغیر بناتے وقت اس کو واؤ سے بدل دیں گے جیسے عَاجٌ سے عُوَیْجٌ۔

اسی طرح اگر یائے تصغیر سے پہلے واؤ ہو، جو یا کے عوض میں ہو، یا یا ہو جو واؤ کے عوض میں ہو جیسے مُوْسِرٌ اور مِیْزَانٌ تو تصغیر کی حالت میں مُوَیْسِرٌ

کے واؤ کو یا سے اور مِیزَانٌ کے یا کو واؤ سے بدل دیں گے، جیسے مُیَیسِرٌ اور مُوَیزِنٌ۔

البتہ اگر یائے تصغیر سے پہلے آنے والا واؤ یا یا اپنی اصل پر ہو تو تصغیر کی حالت میں ان میں کوئی تبدیلی نہیں ہوگی، جیسے سُوقٌ سے سُوَیقٌ، ثَوبٌ سے ثُوَیبٌ، بَیتٌ سے بُیَیتٌ۔

جس اسم کے آخر میں علامت تانیث میں سے کوئی علامت ہو تو اسے تصغیر میں باقی رکھیں گے جیسے تَمرَۃٌ سے تُمَیرَۃٌ، بُشریٰ سے بُشَیریٰ اور حَمرَاءُ سے حُمَیرَاءُ۔

اور جس اسم کے آخر میں الف نون زائدتان ہو، اس میں تصغیر بناتے وقت الف نون کو برقرار رکھیں گے، جیسے عُثمَانُ سے عُثَیمَانُ، سَکرَانُ سے سُکَیرَانُ۔

جو جمع اَفعَالٌ کے وزن پر ہو اس کی تصغیر کا بھی وہی حکم ہے جو اسم مؤنث بالتاء کا ہے، جیسے اَوقَاتٌ سے اُوَیقَاتٌ، اَصحَابٌ سے اُصَیحَابٌ اَسمَاءٌ سے اُسَیمَاءٌ۔

مؤنث معنوی ثلاثی کی تصغیر میں اس کے آخر میں تائے تانیث کو ظاہر کرنا ضروری ہے جیسے شَمسٌ سے شُمَیسَۃٌ، اَرضٌ سے اُرَیضَۃٌ لیکن اگر تائے تانیث ظاہر کرنے کی صورت میں کوئی اشتباہ پیدا ہوتا ہو تو نہیں ظاہر کرینگے جیسے شَجَرٌ کی تصغیر شُجَیرَۃٌ اس لئے نہیں لائیں گے تاکہ شَجَرَۃٌ کی تصغیر سے اشتباہ نہ پیدا ہو۔

کچھ الفاظ ایسے ہیں جن کی تصغیر خلاف قیاس آتی ہے مثلاً مَغْرِبٌ کی تصغیر مُغَيْرِبَانٌ، عِشَاءٌ کی تصغیر عُشَيَّانٌ ، اِنْسَانٌ کی تصغیر اُنَيْسَانٌ، لَيْلَةٌ کی تصغیر لُيَيْلَةٌ وغیرہ۔

اسم مرکب اضافی کی تصغیر میں اس کے پہلے جز کو مصغّر بنائیں گے اور دوسرے جز کو اپنی حالت پر چھوڑ دیں گے جیسے عَبْدُ اللہ سے عُبَيْدُ اللہ ، مرکب امتزاجی کا بھی یہی حکم ہے، جیسے خَمْسَةَ عَشَرَ سے خُمَيْسَةَ عَشَرَ ، مَعْدِیْ کَرِبُ سے مُعَيْدِیْ کَرِبُ وغیرہ۔

مَبْنِيَّات میں سے صرف چار چیزوں کی تصغیر آتی ہے۔

(۱) مَا اَفْعَلَ فعل تعجب کی۔

(۲) مرکب امتزاجی کی۔

(۳) ذَا ، تَا اور ان دونوں کے تثنیہ اور جمع کی۔

(۴) اَلَّذِیْ، اَلَّتِیْ اور ان دونوں کے تثنیہ اور جمع کی ۔

نِسبَت کا بیان

اسم کے آخر میں یائے مشدّدہ بڑھانے کو نسبت کہتے ہیں۔ یہ یائے مشدّدہ اس اسم کی طرف کسی چیز کے منسوب ہونے پر دلالت کرتی ہے جیسے مِصْر سے مِصْرِیٌّ فَارِسْ سے فَارِسِیٌّ جس اسم کے آخر میں یائے نسبت بڑھائی جائے اس کو اسم منسوب کہتے ہیں۔ اسم منسوب میں یائے نسبت سے ماقبل کسرہ ہوگا جیسا کہ مثال مذکور میں ہے۔

نسبت کے قواعد :۔ اسم منسوب ثلاثی مکسور العین ہو تو وہ نسبت کے وقت مفتوح العین ہو جاتا ہے جیسے کَتِفٌ سے کَتَفِیٌّ ، مَلِكٌ سے مَلَکِیٌّ اور اگر اسم رباعی مکسور العین ہو تو عین کے کسرہ کو نسبت میں باقی رکھنا بہتر ہے، فتحہ دینا بھی جائز ہے جیسے مَغْرِبٌ سے مَغْرِبِیٌّ ، یَثْرِبٌ سے یَثْرِبِیٌّ۔

اسم مؤنث بالتاء سے نسبت کے وقت تائے تانیث کو حذف کرنا واجب ہے جیسے مَکَّۃَ سے مَکِّیٌّ ، خَلْوَۃٌ سے خَلْوِیٌّ۔

جس اسم کے آخر میں الف مقصورہ ہو اور تیسری جگہ واقع ہو تو نسبت کے وقت اسے واؤ سے بدل دیتے ہیں، جیسے فَتیٰ سے فَتَوِیٌّ ، عَصَا سے عَصَوِیٌّ۔

اور جس اسم میں الف مقصورہ چوتھی جگہ واقع ہو اور اس اسم کا دوسرا حرف ساکن ہو اور الف مقصورہ اصلی ہو تو اسے نسبت کے وقت عموماً واؤ سے بدل دیتے ہیں جیسے مَرْمیٰ سے مَرْمَوِیٌّ ، اور الف کو حذف کرنا بھی جائز ہے جیسے مَرْمِیٌّ لیکن الف مقصورہ اگر اصلی نہ ہو اور زائدہ ہو یا الحاق کے لئے ہو تو نسبت کے وقت حذف کرنا بہتر ہے اور واؤ سے بدلنا بھی جائز ہے جیسے حُبْلیٰ سے حُبْلِیٌّ اور حُبْلَوِیٌّ ، ذِفْریٰ سے ذِفْرِیٌّ اور ذِفْرَوِیٌّ ، الف تانیث کو واؤ سے بدلنے کی صورت میں کبھی کبھی اس سے پہلے ایک الف بھی بڑھا دیتے ہیں، جیسے حُبْلَاوِیٌّ طُوبَاوِیٌّ۔

اور اگر الف مقصورہ چوتھی جگہ واقع ہو لیکن اس اسم کا دوسرا حرف متحرک ہو تو نسبت کے وقت اسے حذف کر دیں گے جیسے بَرَدیٰ سے بَرَدِیٌّ۔

اگر پانچویں جگہ یا اس سے بھی آگے الف واقع ہو تو اسے حذف کر دینگے

جیسے مُصْطَفٰی سے مُصْطَفِیٌّ کبھی کبھی اسے واؤ سے بھی بدل دیتے ہیں جیسے مُصْطَفَوِیٌّ اور جس اسم کے آخر میں الف ممدودہ تانیث کے لئے ہو تو اسے واؤ سے بدل دیتے ہیں جیسے حَمْرَاءُ سے حَمْرَاوِیٌّ اور اگر الف ممدودہ اصلی ہو تو اُسے باقی رکھیں گے جیسے قُرَّاءُ سے قُرَّاءِیٌّ، اِنْتِهَاءُ سے اِنْتِهَائِیٌّ، لیکن اصلی نہ ہونے کی صورت میں اسے باقی رکھنا اور واؤ سے بدلنا دونوں جائز ہے جیسے سَمَاءُ سے سَمَائِیٌّ اور سَمَاوِیٌّ، دِدَاءُ سے دِدَائِیٌّ اور دِدَاوِیٌّ۔

جس اسم کے آخر میں واؤ ہو اور اس اسم کی چوتھی جگہ یا اس سے آگے واقع ہو اور واؤ کے ماقبل ضمہ ہو تو نسبت کے وقت واؤ کو حذف کر دیں گے جیسے تَرْقُوَۃ سے تَرْقِیٌّ اور قَلَنْسُوَۃ سے قَلَنْسِیٌّ اور اگر ایسا نہ ہو یعنی واؤ چوتھی جگہ یا اس سے آگے نہ واقع ہو، یا اس کا ماقبل مضموم نہ ہو تو نسبت کے وقت اس واؤ کو باقی رکھیں گے جیسے عَدُوٌّ سے عَدُوِّیٌّ، دَلْوٌ سے دَلْوِیٌّ۔

جس اسم کے آخر میں یائے مشدّدہ، تین حرفوں، یا اس سے زائد کے بعد واقع ہو تو نسبت میں یائے مشدّدہ کو حذف کرنا اور یائے نسبت لگانا ضروری ہے جیسے کُرْسِیٌّ سے کُرْسِیٌّ، بُخْتِیٌّ سے بُخْتِیٌّ، شَافِعِیٌّ سے شَافِعِیٌّ، اِسْکَنْدَرِیَّۃ سے اِسْکَنْدَرِیٌّ۔

لیکن اگر یائے مشدّدہ صرف ایک ہی حرف کے بعد ہو تو پہلی یا کو مفتوح کرنا اور دوسری یا کو واؤ سے بدل کر یائے نسبت لگانا ضروری ہے جیسے حَیٌّ سے حَیَوِیٌّ اور اگر پہلی یا واؤ سے بدلی ہوئی ہو تو نسبت کے وقت اسے اپنی اصلی حالت پر واپس لائیں گے جیسے طَیٌّ سے طَوَوِیٌّ۔

اسم منقوص کی یا اگر تیسری جگہ واقع ہو تو نسبت کے وقت اسے واؤ سے بدل دیں گے اور اس کا ماقبل مفتوح کر دیں گے جیسے شَجِیٌ ، شَذِیٌ سے شَجَوِیٌّ ، شَذَوِیٌّ اور اگر یائے منقوص چوتھی جگہ واقع ہو تو نسبت کے وقت اسے حذف کرنا جائز ہے ، جیسے قَاضِیٌ سے قَاضِیٌّ اور اگر چاہیں تو اسے واؤ سے بھی بدل سکتے ہیں ، بدلنے کی صورت میں اس کے ماقبل کو مفتوح کریں گے جیسے قَاضَوِیٌّ۔

اور اگر یائے منقوص پانچویں جگہ یا اس سے آگے واقع ہو تو اسے حذف کرنا واجب ہے ، جیسے مُعْتَدِیٌ سے مُعْتَدِیٌّ ، مُسْتَعْلِیٌ سے مُسْتَعْلِیٌّ۔

جو اسم فَعِیْلٌ کے وزن پر ہو اور صحیح ہو تو اس کے آخر میں یائے نسبت لگا دیں گے اور آخری حرف کو یا کی مناسبت سے مکسور کر دیں گے جیسے حَدِیْدٌ سے حَدِیْدِیٌّ۔

اور اگر فَعِیْلٌ کے وزن پر ہو اور ناقص ہو تو نسبت کے وقت پہلی یا کو حذف کر دیں گے اور دوسری کو واؤ سے بدل دیں گے جیسے ناقص واوی میں عَلِیٌّ سے عَلَوِیٌّ ، اور یائی میں غَنِیٌّ سے غَنَوِیٌّ۔

جو اسم فَعِیْلَۃٌ کے وزن پر ہو اور مضاعف و معتل نہ ہو تو نسبت کے وقت اس کی یا کو حذف کر دیں گے اور ما قبل یا کو فتحہ دیں گے جیسے مَدِیْنَۃٌ سے مَدَنِیٌّ لیکن اگر مضاعف یا معتل العین ہو تو یا کو باقی رکھ کر یائے نسبت لگائیں گے جیسے عَزِیْزَۃٌ سے عَزِیْزِیٌّ ، طَوِیْلَۃٌ سے طَوِیْلِیٌّ۔

یہی حکم اُن اسمار کا بھی ہے جو فُعَیْلٌ اور فُعَیْلَۃٌ کے وزن پر ہوں ،

رہا ان اسمار کی نسبت کا حکم جن کے حروف اصلیہ میں سے کوئی حرف حذف کیا گیا ہو، جیسے اَبٌ ، اَخٌ وغیرہ۔ تو نسبت کی حالت میں حرف محذوف واپس لائیں گے، چنانچہ اَبٌ کی نسبت ہوگی اَبَوِیٌّ، اَخٌ کی اَخَوِیٌّ اسی طرح اُخْتٌ کی نسبت اُخْتِیٌّ اور بِنْتٌ کی نسبت بِنْتِیٌّ ہوگی، بعض اہل صرف ان دونوں سے تا حذف کر کے نسبت کرتے ہیں لیکن اِبْنَۃٌ کی نسبت میں تا کو حذف کر دینگے اور اِبْنِیٌّ کہیں گے۔

یَدٌ اور دَمٌ جیسے اسم میں حرف محذوف کو واپس لانا ہی افصح ہے، اگر حرف محذوف یا ہو تو نسبت کے وقت واؤ سے بدل دیں گے اور یَدٌ سے یَدَوِیٌّ اور دَمٌ سے دَمَوِیٌّ کہیں گے، حرف محذوف کو واپس لائے بغیر بھی نسبت کرتے ہیں اور یَدِیٌّ، دَمِیٌّ کہتے ہیں۔

اگر حرف محذوف کے عوض شروع میں ہمزہ لایا گیا ہو تو نسبت کے وقت ہمزہ حذف کر کے حرف محذوف واپس لائیں گے جیسے اِبْنٌ، اِسْمٌ کہ اس میں نسبت کے وقت ہمزہ حذف ہو جائے گا، اور واؤ واپس آجائے گا، اور بَنَوِیٌّ، سَمَوِیٌّ کہیں گے، ہمزہ باقی رکھتے ہوئے اور حرف محذوف کو واپس لائے بغیر بھی نسبت کرتے ہیں اور اِبْنِیٌّ، اِسْمِیٌّ کہتے ہیں۔

اسی طرح اگر حرف محذوف کے عوض تائے تانیث آخر میں لگا دی گئی ہو تو نسبت کے وقت حذف کر دی جائے اور حرف محذوف واپس آجائے گا جیسے سَنَۃٌ سے سَنَوِیٌّ اور لُغَۃٌ سے لُغَوِیٌّ اور عِدَۃٌ سے وَعْدِیٌّ صِلَۃٌ سے وَصْلِیٌّ، سِنَۃٌ سے وَسْنِیٌّ۔

تثنیہ اور جمع کی طرف نسبت میں علامت تثنیہ اور جمع کو حذف کرکے یائے نسبت لگائیں گے جیسے عِرَاقَان اور عِرَاقِیْن کی طرف نسبت میں کہیں گے عِرَاقِیٌّ، مُسْلِمُوْنَ، مُسْلِمِیْنَ کی طرف نسبت میں کہیں گے مُسْلِمِیٌّ۔

یہی حکم تثنیہ اور جمع کے ملحقات کا بھی ہے۔

لیکن وہ جمع جس کا کوئی مفرد نہیں ہے جیسے اَبَابِیْلُ، عبَادِیْدُ وغیرہ تو اس میں یائے نسبت بغیر کسی تغیّر کے لگادیں گے۔

وہ جمع مکسّر جو اسم ہو یا علَم ہو یا علَم کے قائم مقام ہو بغیر کسی تغیّر کے اس کے آخر میں یائے نسبت لگادیں گے جیسے دِجَالٌ سے دِجَالِیٌّ، مُلُوْکٌ سے مُلُوْکِیٌّ اور جیسے اَنْبَارُ سے اَنْبَارِیٌّ، اَنْصَارُ سے اَنْصَارِیٌّ، اَھْوَازُ سے اَھْوَازِیٌّ۔

مرکب امتزاجی علَم میں نسبت کے وقت اس کا دوسرا جُز حذف کردینگے اور پہلے جُز میں یائے نسبت لگائیں گے یا پورے علَم کی طرف نسبت کریں گے، اور آخر میں یائے نسبت لگائیں گے جیسے مَعْدِیْکَرِبُ سے مَعْدِیٌّ یا مَعْدِیْکَرِبِیٌّ، بَعْلَبَكٌّ سے بَعْلِیٌّ یا بَعْلَبَکِّیٌّ۔

لیکن مرکّب اضافی علَم میں اس کے پہلے جُز کی طرف نسبت ہوگی اور دوسرا جُز حذف کردیں گے، یا حسب ضرورت دوسرے جُز کی طرف نسبت کی جاسکتی ہے اور پہلے جُز کو حذف کرسکتے ہیں جیسے عَبْدَ مُنَاف میں عَبْدِیٌّ یا مُنَافِیٌّ ——— دونوں طرح استعمال کرسکتے ہیں، اسی طرح عَبْدُ اللہ میں عَبْدِیٌّ، کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ مرکب امتزاجی کی پورے علَم کی طرف

نسبت کرتے ہیں، جیسے عَبْدُ مُنَافٍ، عَیْنُ اِبْلِیٌّ۔

مرکّب اسنادی میں ہمیشہ اس کے پہلے جُز کی طرف نسبت کریں گے، اور دوسرے جُز کو حذف کردیں گے جیسے تَابَّطَ شَرًّا سے تَابَّطِیٌّ، ذَرَّحَیًّا سے ذَرِّیٌّ۔

کچھ الفاظ ایسے بھی کلام عرب میں آئے ہیں جن کی نسبت خلاف قیاس آتی ہے۔ ان میں بعض مشہور و متداول یہ ہیں۔

اُمَیَّۃٌ کی طرف نسبت اَمَوِیٌّ ہوگی ہمزہ کے فتحہ کے ساتھ۔

بَحْرَیْن " " " بَحْرَانِیٌّ

ثَقِیْفٌ " " " ثَقَفِیٌّ

حَضْرَمَوْتُ " " " حَضْرَمِیٌّ

رُوْحٌ " " " رُوْحَانِیٌّ

رَبٌّ " " " رَبَّانِیٌّ

رَیٌ " " " رَازِیٌّ

صَنْعَاءُ " " " صَنْعَانِیٌّ

نُوْرٌ " " " نُوْرَانِیٌّ

مَرْوٌ " " " مَرْوَزِیٌّ

اِمْرَؤُالْقَیْس " " " مَرْقَسِیٌّ

یَمَنٌ " " " یَمَانِیٌّ

فَوْقٌ " " " فَوْقَانِیٌّ

تَحْتُ کی طرف نسبت تَحْتَانِیٌّ

اعلال وابدال اور قلب وادغام کی بحث ضمناً تعلیلات کے قواعد کے بیان میں آچکی ہے، اس لئے اب اس کے الگ سے ذکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

تَمَّ الکِتَابْ